عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۵ | ۱۳ تا ۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۳۹

قادیانی تفاسیر

تحقیقی و تنقیدی جائزہ

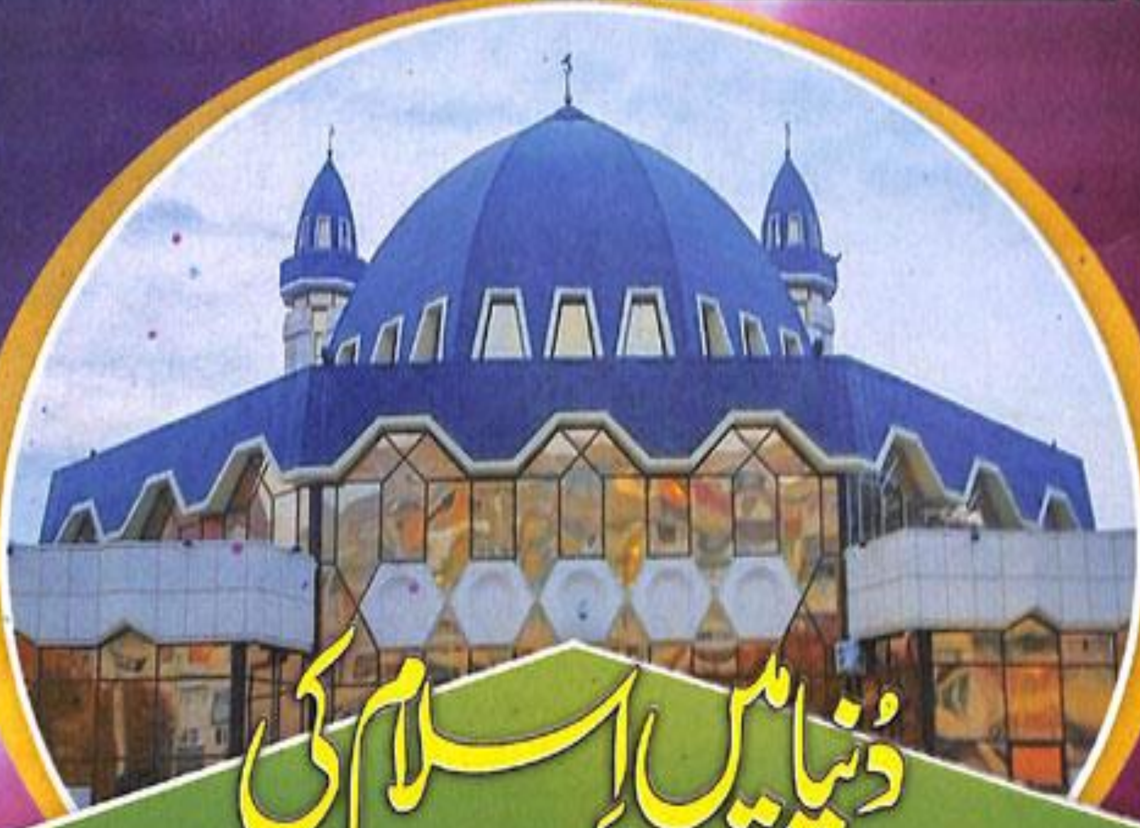

دُنیا میں اِسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت

عرب دُنیا میں

ترکِ قادیانیت کی تازہ لہر!

اِختلافات کی حدود کا تحفظ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

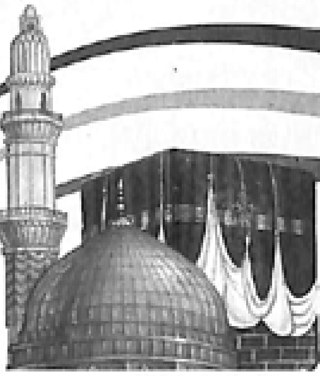

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفی

بچوں کی قسم کھانا گناہ ہے

س:......میرا اپنی بہن سے جھگڑا ہوگیا اور میں نے غصہ میں آکر اپنے بچوں کی قسم کھائی اور بہن سے کہا کہ: ’’میں تیرے گھر نہیں آؤں گی، آج سے میرے بچوں کی قسم ہے مجھے‘‘ اب ہماری صلح ہوگئی ہے اور میں شرمندہ ہوں اپنی قسم پر، تو اس کا کفارہ کیا ہوگا تاکہ میں وہ ادا کردوں اور اپنی بہن کے یہاں جاسکوں؟

ج:...... بچوں کی قسم کھانا گناہ ہے، اس سے توبہ کرنی چاہیے۔ باقی اس طرح کی قسم کھانے سے قسم لازم بھی نہیں ہوتی، اس لئے اس پر کسی کفارہ وغیرہ کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے، اچھا کیا کہ آپ نے اپنی بہن سے صلح کرلی اب آئندہ ایسی حرکت سے بچنے کی بھی کوشش کریں کیونکہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے: ’’قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔‘‘

احرام کھولنے کے لئے اپنے یا دوسرے کے بال کاٹنا

س:......کیا احرام والا آدمی احرام کھولنے کے لئے اپنے یا کسی دوسرے کے بال کاٹ سکتا ہے؟ ہوا یہ کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد جب حلق کرانے کے لئے حجام کے پاس گئے تو بے تحاشا رش تھا تو پھر ہم دوستوں نے خود ہی ایک دوسرے کے بال کاٹ دیئے، کیا ہم پر دم وغیرہ تو لازم نہیں ہوا؟ ہمیں اس مسئلہ کا علم نہیں تھا بعد میں خیال آیا کہ اس طرح کرنا صحیح بھی ہے یا نہیں۔

ج:......احرام کھولنے کے لئے احرام والا آدمی اپنے بال خود بھی اتار سکتا ہے اور کسی دوسرے احرام والے آدمی کے بال بھی اتار سکتا ہے۔ آپ لوگوں نے ٹھیک کیا، اس لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اور کوئی دم وغیرہ بھی لازم نہیں ہوا۔

س:......ہم دونوں میاں بیوی اس سال حج پر گئے اور ہم نے قربانی کے پیسے بینک میں جمع کرادیے اور پھر حلق کرواکر احرام کھول دیا۔ کیا ہم نے غلط کیا؟ کیا ہمیں اب دم وغیرہ ادا کرنا ہوگا؟

ج:......جو شخص حج تمتع یا قران کرے، اس کے ذمہ دم شکر یعنی حج کی قربانی واجب ہے، اسی طرح یہ ترتیب بھی واجب ہے کہ پہلے قربانی کی جائے اور اس کے بعد احرام کھولا جائے یعنی حلق یا قصر وغیرہ۔

اگر کسی نے غلطی سے یا جان بوجھ کر اس ترتیب کی خلاف ورزی کی تو اس پر دم لازم ہوجائے گا اور بینک میں قربانی کے لئے اگر رقم جمع کی ہو تو وہ قربانی کا ٹائم بتادیتے ہیں کہ اس ٹائم پر آپ کی قربانی ہوجائے گی تو احتیاط کے طور پر کچھ دیر انتظار کرلیں تاکہ اچھی طرح اطمینان ہوجائے پھر حلق کرانے کے بعد احرام کھولیں۔ اس لئے اب آپ احتیاط کے طور پر دم ادا کردیں تاکہ حج جیسی عظیم عبادت میں کسی قسم کا کوئی نقص نہ رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور احسان کا معاملہ فرماتے ہوئے تمام مسلمانوں کا حج قبول فرمائے۔ آمین۔

☆☆............☆☆

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۱۴تا۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶تا۲۲ اکتوبر ۲۰۱۶ء — شمارہ:۳۹

اس شمارے میں!

ختم نبوت زندہ باد، پاکستان پائندہ باد	۵	محمد اعجاز مصطفی
دنیا میں اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت	۷	ڈاکٹر مرزا اختیار بیگ
اختلافات کی حدود کا تحفظ ہر قیمت پر ضروری ہے!	۹	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۱۴	خالد محمود، سابق یونیکل لندن
نزول عیسیٰ علیہ السلام (۸)	۱۶	مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ
عرب دنیا میں ترکِ قادیانیت کی تازہ لہر	۱۹	ڈاکٹر عمر فاروق احرار
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۲۱	ادارہ
مرزا قادیانی کا تعارف وکردار (۸)	۲۵	حافظ عبید اللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

تقدیر اور اس کے متعلقات

مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی اولاد دکھائی گئی اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ یہ جنتی ہیں اور یہ دوزخی ہیں اور یہ جو فرمایا: میں پروا نہیں کرتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت یا دوزخ میں داخل کرنا میرے اختیار کی چیز ہے کوئی مجھ کو روکنے والا نہیں۔

۴:...... حضرت ابونضرہؓ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صحابی جن کا نام ابوعبداللہؓ ہے، بیمار تھے لوگ ان کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ عیادت کرنے والے اصحاب نے ان سے کہا تم کیوں روتے ہو؟ تم کو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے اور قیامت میں اپنی ملاقات کی امید دلائی ہے۔ انہوں نے کہا: ”بیشک یہ تو صحیح ہے، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دائیں مٹھی میں ایک مخلوق کو اور دوسری مخلوق کو دوسری مٹھی میں لے کر فرمایا: یہ جنت کے لئے اور یہ دوزخ کے لئے اور میں کوئی پروا نہیں کرتا۔ یعنی دائیں مٹھی کی مخلوق جنت کے لئے اور بائیں مٹھی کی مخلوق دوزخ کے لئے۔ ابوعبداللہؓ کہتے ہیں: میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کے وقت میں کون سی مٹھی اور کون سے گروہ میں تھا۔“ (احمد)

۵:...... حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوم میثاق میں تمام مخلوق کو ایک خاص شکل و صورت میں پیدا کیا اور سب کو گویائی کی طاقت دی، پھر ان کو خطاب کرکے فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب میں کہا: بیشک تو ہی ہمارا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تمہارے اس اقرار پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کو گواہ بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو بھی تمہارے اقرار کا گواہ کرتا ہوں۔ کبھی تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہم کو تیرے رب ہونے کا علم نہ تھا، یاد رکھو! میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کرنا، میں عنقریب تمہارے پاس اپنے رسول بھیجوں گا جو تم کو میرا عہد و پیمان یاد دلائیں گے اور میں تم پر اپنی کتابیں بھی ان رسولوں کی معرفت نازل کروں گا۔ تمام ارواح نے سن کر کہا: اے ہمارے رب! ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تو ہمارا رب ہے، تو ہمارا معبود ہے، تمام لوگوں نے اقرار کیا پھر اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو حضرت آدمؑ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت آدمؑ ان کو دیکھ رہے تھے تو بعض کو غنی اور مالدار دیکھا اور بعض کو فقیر اور تنگدست دیکھا بعض کو خوبصورت اور بعض کو بدصورت پایا۔ یہ تفاوت دیکھ کر حضرت آدمؑ نے کہا: الٰہی! تو نے سب کو یکساں کیوں نہ پیدا کیا؟ حضرت حق نے فرمایا: یہ فرق اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ میرا شکر ادا کیا جائے۔ حضرت آدمؑ نے انہی لوگوں میں انبیاء علیہم السلام کو روشن چراغوں کی طرح چمکتا ہوا دیکھا۔ (احمد الطول)

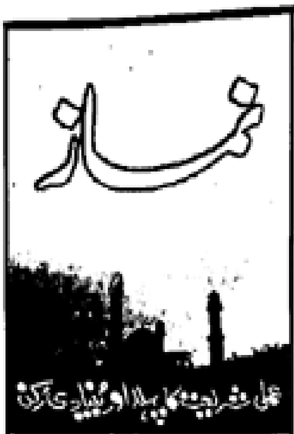

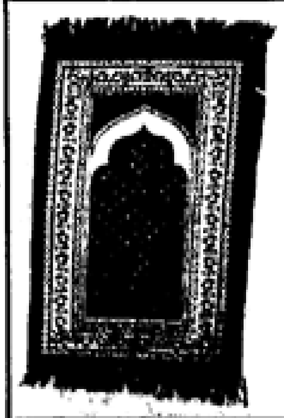

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

وضو توڑ دینے والی باتیں

س:...... وہ کون کون سی چیزیں ہیں جن کے واقع ہونے پر شریعت نے کسی ناپاکی یا بے وضو ہونے کا حکم لگایا ہے؟

ج:...... (۵) پیشاب کی جگہ سے پتھری، کیڑا وغیرہ کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۶) شہوت کا خیال آنے سے، شہوت کی باتیں کرنے سے، شہوت کے ساتھ کسی کو چھونے سے اور منی کے نکلنے سے پہلے پیشاب کی جگہ سے جو پانی نکلتا ہے اسے مذی کہتے ہیں، اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۷) سخت قبض کی حالت میں زور لگانے سے پیشاب کی جگہ سے جو سفید پانی نکلتا ہے، اسے ودی کہتے ہیں، اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۸) حیض و نفاس کے خون آنے سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے مکمل ہونے پر غسل بھی فرض ہو جاتا ہے، (۹) استحاضے کا خون اور لیکوریا کے پانی کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۱۰) عورت نے اپنے پیشاب کی جگہ میں روائی ڈالی اور روائی باہر نکل آئی تو وضو ٹوٹ جائے گا، (۱۱) کسی بھی وجہ سے بدن کے کسی حصے سے خون، پیپ نکل کر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نہ بہے تو وضو نہیں ٹوٹتا، (۱۲) بدن کے کسی حصے میں بیماری ہو یا درد ہو اور اس جگہ سے پانی نکلے تو وہ پانی ناپاک بھی ہوگا اور اس سے وضو بھی ٹوٹ جائے گا، (۱۳) انجکشن کے ذریعے کسی بھی مقصد کے لئے خون نکالنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۱۴) کھانسی کے ساتھ پتلا اور بہتا ہوا خون آئے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۱۵) منہ بھر کر (جس کا منہ میں روکنا مشکل ہو) الٹی ہو جانے سے یا ایک ہی متلی سے بار بار ہونے والی تھوڑی تھوڑی الٹی کو جمع کیا جائے تو اس سے منہ بھر جائے تو ان دونوں صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۱۶) لیٹ کر سو جانے سے یا بیٹھے بیٹھے ٹیک لگا کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، البتہ ٹیک لگائے بغیر یا کھڑے کھڑے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، (۱۷) بے ہوش ہو جانے، نشہ کر لینے اور مجنون ہو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۱۸) بالغ مرد و عورت کے رکوع سجدوں والی نمازوں میں اس طرح ہنسنے سے کہ آس پاس والے سن لیں (جسے قہقہہ کہتے ہیں) وضو اور نماز دونوں ٹوٹ جاتا ہے، (۱۹) میاں بیوی کا آپس میں بغیر کسی آڑ کے شرمگاہیں ملانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

نوٹ: مچھر، کھٹمل کے کاٹ لینے سے، آنکھ، ناک سے بغیر کسی تکلیف کے پانی نکلنے سے (چاہے نزلے زکام کی وجہ سے ہو یا مرچوں کی وجہ سے ہو یا پیاز کاٹنے کی وجہ سے ہو) منہ سے تھوک، بلغم نکلنے سے منہ بھر کر صرف بلغم کی الٹی سے، وضو کی حالت میں ناخن کاٹنے سے، اپنا ستر کھل جانے یا دیکھ لینے سے اور کسی اور کا ستر نظر آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ وضو اور غسل میں دھوئے جانے والا کوئی عضو اگر خشک رہ جائے یا غسل میں کلی بھول جائے اور وضو اور غسل کر لینے کے فوراً بعد یاد آئے تو اتنے ہی حصے کو دھو لینا اور کلی کر لینا کافی ہے دوبارہ وضو یا غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ختم نبوت زندہ باد، پاکستان پائندہ باد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۷/ستمبر۱۹۷۴ء کے حوالہ سے پروگرام کرنے پر دونی وی چینلز ’’نیو‘‘، ’’۹۲‘‘ جناب اوریا مقبول جان اور نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ کو قادیانیوں کی شکایت پر پیمرا نے نوٹس بھجوائے تھے، جس کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور پوری دینی برادری کی طرف سے پیمرا کے خلاف احتجاج کیا گیا اور ہفت روزہ ختم نبوت کے شمارہ ۳۸ میں اداریہ بنام ’’پیمرا کا خلاف آئین وقانون نوٹس کیوں؟‘‘ جس میں کہا گیا تھا کہ پیمرا نے پاکستانی آئین اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ نوٹس بھجوایا ہے۔ الحمد للہ! ۲۹/ستمبر ۲۰۱۶ء کو جناب اوریا مقبول جان اور نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ پیمرا کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے دلائل سے ثابت کیا کہ ہم نے جو پروگرام کیے، وہ آئین پاکستان اور قانون کے مطابق تھے۔ پیمرا نے دلائل سننے کے بعد وہ نوٹس واپس لے لیا۔ حق کی فتح ہوئی اور باطل ناکام ہوا۔ اس پیشی اور پیمرا میں حاضری کی مکمل روئیداد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی زیر نظر پریس ریلیز میں پڑھیے:

’’لاہور (پ ر) ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخ ساز فیصلہ جس میں ۱۳ دن کی بحث کے بعد قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے کے بارے میں ۷/ستمبر کو بعض ٹی وی چینلز میں ملک کے نامور صحافی اوریا مقبول جان اور نامور قانون دان نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ کے براہ راست پروگرام نشر کیے جس پر قادیانی سیخ پا ہوئے اور پیمرا کے چیئرمین کو اس کے خلاف درخواست دی، جس پر کارروائی کرتے ہوئے پیمرا کے چیئرمین نے دونوں حضرات کو ۲۹/ستمبر کا نوٹس جاری کر دیا۔ چنانچہ گزشتہ روز درجنوں وکلا، دسیوں علماء کرام، صحافی اور کارکنان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مذکورہ بالا حضرات کے ساتھ پیمرا کے لاہور آفس میں پیش ہوئے۔ فریقین نے اپنا اپنا موقف پیش کیا۔ نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ اور اوریا مقبول جان و دیگر وکلا نے چیئرمین کے نوٹس کو یکطرفہ قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ نوٹس واپس لیا جائے۔ واضح دلائل اور پُر زور موقف کے پیش نظر پیمرا نے نوٹس واپس لے لیا، اللہ تعالیٰ نے حق کو ایک مرتبہ پھر فتح عطا فرمائی، اس فیصلے سے علماء کرام، وکلا اور کارکنان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ علماء اور وکلا نے ’’تاجدار ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد اور غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے‘‘ کے فلک شگاف نعروں سے پیمرا کے فیصلے کا خیر مقدم کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، محمد متین خالد، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، قاری عبدالعزیز، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا خالد عابد، قاری سعید وقار نے فیصلے کا خیر مقدم کیا اور نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ، اوریا مقبول جان کو مبارکباد پیش کی، نیز وکلا نے کہا کہ قادیانیوں کی طرف سے جو درخواست پیمرا کے چیئرمین کو دی گئی اس میں آیات قرآنی، کلمہ طیبہ سمیت اسلامی شعائر استعمال کی گئی جو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸-سی کے تحت نیز اعلیٰ عدالتوں، ہائی کورٹس اور سپریم کورٹس کے فیصلوں کی سراسر خلاف ورزی ہے، لہٰذا درخواست دینے والے قادیانیوں کے خلاف ۲۹۸-سی کے تحت کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ چیئرمین پیمرا نوٹس وصول کرنے سے پہلے یہ

کنفرم کرلیا کریں کہ یہ نوٹس بن بھی سکتا ہے یا نہیں۔ ختم نبوت اور قادیانیت کے متعلق قوانین آئین پاکستان کا حصہ ہیں، اس کے خلاف کسی بھی قسم کی کوئی سازش برداشت نہیں کریں گے۔ عقیدۂ ختم نبوت تمام مسلمانوں کا اجماعی اور اتفاقی ہے۔ ۱۹۷۴ء کا تاریخ ساز فیصلہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر کیا تھا۔ ہمیرا اتفاقی امور کو چھیڑنے سے باز رہے۔‘‘

یہ قادیانیوں کی پہلی شکست نہیں ہے، بلکہ وہ سول عدالت سے لے کر سپریم کورٹ تک، ملکی عدالتوں سے لے کر غیر ملکی عدالتوں تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکرین قادیانی ٹولہ اور ان کے قادیانی نواز گماشتے جب بھی اور جہاں بھی کسی فورم پر عاشقان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شکایت لے کر گئے، وہاں وہاں سے ان کی ذلت، ناکامی اور شکست مقدر رہی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح رہے کہ ان بے جا شکایات اور وقتی طور پر مسلمانوں کو پریشان کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ان کی جڑیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں؟ سینئر صحافی محترم جناب سید ساحر مسعود صاحب اپنی کتاب ’’تحریک ختم نبوت آغاز سے کامیابی تک‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’اس حقیقت کو تسلیم کیا جائے کہ ہمارے بزرگوں نے جسدِ ملی کو فاسد مادے سے نجات دیدی۔ دشمن گروہ کو بے نقاب کردیا، مگر اس سازشی گروہ کے غارت گر حربوں سے مکمل تدارک تاحال ممکن نہیں ہوا، ہم اپنے بزرگوں کے صراط مستقیم کی نشاندہی کے لئے نصب کیے جانے والے پہلے سنگ میل کو منزل سمجھ کر مطمئن ہوکر بیٹھ گئے اور اس پر توجہ نہ دی کہ دشمن کے وسائل بھی لامحدود ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی سرپرستی بھی اسے حاصل ہے۔ ہوس اقتدار میں مبتلا کٹھ پتلیوں کو امت مسلمہ کے خلاف استعمال کرنے کا فن بھی وہ جانتے ہیں۔ ہمارے جرائم پیشہ لوگوں کو یورپ اور امریکہ میں پناہ بھی دی جارہی ہے۔ ملک میں افراتفری کا سامان بھی ہورہا ہے۔ مختلف مسالک کو ایک دوسرے سے لڑانے، خون خرابے پر مائل کرنے کا بندوبست بھی ہورہا ہے۔ پیغمبر امن وسلامتی، اتحاد کے داعی اور آدمی کو انسان بنانے، زندگی کا سامان کرنے والے، غریبوں کے ملجا، یتیم و بے سہاروں کے والی کی عظمت کا اقرار باللسان کرنے والے تصدیق بالقلب سے گریزاں کیوں؟ اس پر غور کیوں نہیں کیا جاتا کہ وہ کون سی ناپاک قوت ہے، جس نے ہمارے دلوں سے شجر ثمر بار کو اکھاڑ پھینکا اور نفرتوں اور کدورتوں کا جھاڑ جھنکاڑ ہمارے دل میں اگادیا۔ آیئے حضرت احمد ندیم قاسمی کی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس التجا کو ورد زبان بنالیں۔

میرے حضورؐ مجھے بازوؤں میں لے لیجے
میری تلاش میں ہیں گردشیں زمانے کی

آگے بڑھنے سے پہلے پروفیسر منور مرزا مرحوم کی تحریر کا اقتباس پڑھ لیں۔ یہ ۱۹۷۰ء کے انتخاب کے بعد کی تحریر ہے: ’’میں نے اپنے ایک قادیانی رفیق کار سے پوچھا: آپ کو بھٹو صاحب کے ساتھ شامل ہونے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ بولے: ’’بھٹو اگر آگئے تو مولویوں کا توڑ کریں گے، وہ سوشلزم لائیں یا کچھ اور، ہمیں تو مولویوں کو شکست دینا ہے۔ اس کے لئے بھٹو صاحب سے بہتر حلیف ہمیں نہیں ملے گا، ہم خاموشی سے اپنا کام کرتے رہیں گے۔‘‘ اب بھٹو صاحب کے وہ کون سے اقدامات تھے، جنہوں نے قادیانیوں کو سازش پر اکسایا۔ اس کا جواب بھی اخبارات کی فائلوں میں تلاش کیا جاسکتا ہے اور ان کے کئی ساتھی جو اعلیٰ سیاسی مناصب پر فائز تھے، طلبا کے ساتھ ربوہ اسٹیشن پر ہونے والی غنڈہ گردی اور غنڈوں کا دفاع کررہے ہیں، جنہیں بھٹو صاحب نے برطرف کیا، بھٹو صاحب کے در سے ٹھکرائے ہوئے سب نہیں، مگر بعض لوگ اس حرکت کے مرتکب ہورہے تھے۔‘‘ (تحریک ختم نبوت، ص:۹۰،۹۱)

بہرحال ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں، پاکستان اور اس کے آئین و قانون کی قدر اور پاسداری کریں، پرائیویٹ و سرکاری اداروں میں چھپے دین دشمنوں اور قادیانی نواز چہروں کی شرارتوں سے باخبر رہیں۔ ان شاء اللہ! فتح حق کی ہوگی۔ ختم نبوت زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

دنیا میں اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت!

ڈاکٹر مرزا اختیار بیگ

گزشتہ چند سالوں میں اسلام دنیا میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن چکا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء کے دوران ایک کروڑ ۲۵ لاکھ سے زائد افراد اپنا مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں جبکہ ۲۰۰۱ء میں نائن الیون واقعہ کے بعد امریکہ سمیت دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد دگنی ہو چکی ہے اور قرآن پاک دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب بن چکی ہے۔ حال میں سعودی عرب میں متعین برطانوی سفیر سائمن کولینز کے قبول اسلام نے مغرب میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ عراق اور شام سمیت کئی اسلامی ممالک میں سفارتی خدمات انجام دینے والے سائمن کولینز وہ پہلے برطانوی سفارت کار ہیں جنہوں نے گزشتہ دنوں اسلام قبول کر کے اپنی شامی نژاد اہلیہ ہدیٰ مجارکیش کے ساتھ حج ادا کیا اور اس طرح وہ اسلام قبول کرنے والی مقبول شخصیت بن گئے۔ ان سے قبل سابق برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیر کی سالی لورین بوتھ نے اسلام قبول کر کے عالمی میڈیا کی توجہ حاصل کی تھی۔

دنیا میں جن سربراہان مملکت نے اپنا مذہب ترک کر کے اسلام قبول کیا، ان میں قازقستان کے صدر نور سلطان نذر بائیوف اور گبون کے صدر عمر بونگو شامل ہیں۔ نذر بائیوف سوویت دور میں لادین رہے تاہم اسلام قبول کرنے کے بعد وہ راسخ العقیدہ مسلمان ثابت ہوئے اور انہوں نے حج بھی ادا کیا۔ تقریباً ۴۲ سال (۱۹۶۷ء سے ۲۰۰۹ء) تک گبون کے صدر رہنے والے البرٹ برنارڈ بونگو نے ۱۹۷۳ء میں دورہ لیبیا کے موقع پر اسلام قبول کر کے اپنا نام عمر رکھا، ان کے اسلام قبول کرنے سے گبون میں مسلمانوں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ اسی طرح یوگینڈا کے سابق صدر عیدی امین نے کیتھولک عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ اس کے علاوہ اسلام قبول کرنے والی دیگر عالمی شخصیات میں ۳ بار عالمی ہیوی ویٹ باکسنگ چیمپئن رہنے والے محمد علی کلے بھی شامل ہیں جنہوں نے ۱۹۶۴ء میں اسلام قبول کیا۔ اس سے قبل ان کے بھائی روڈی کلے نے ۱۹۶۱ء میں اسلام قبول کیا تھا جو محمد علی کے اسلام قبول کرنے کا سبب بنے۔ حال ہی میں محمد علی کی وفات کے بعد ان کی اسلامی طریقے سے تدفین کی گئی جس میں دنیا کے کئی سربراہان مملکت اور نامور شخصیات نے شرکت کی۔ محمد علی کے علاوہ عالمی ہیوی ویٹ باکسنگ چیمپئن مائیک ٹائی سن (ملک عبدالعزیز) بھی دوران قید اسلام قبول کر چکے ہیں جنہوں نے بعد ازاں فریضہ حج بھی ادا کیا۔ اسی طرح اگر ماضی میں دیکھا جائے تو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی دوسری اہلیہ رتن بائی نے پارسی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا جبکہ معروف پاکستانی شاعر فیض احمد فیض کی اہلیہ ایلس نے ۱۹۳۰ء کی دہائی میں فیض احمد فیض سے شادی کے بعد اسلام قبول کیا۔ عالمی شہرت یافتہ پاکستانی کرکٹر محمد یوسف (یوسف یوحنا) نے عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ جمائما خان نے ۱۹۹۵ء میں پاکستان کے سابق ٹیسٹ کرکٹر عمران خان سے شادی کے بعد اسلام قبول کیا۔ عالمی شہرت یافتہ برطانوی خاتون صحافی یوون ریڈلے نے افغانستان میں طالبان کی قید سے رہائی کے بعد ۲۰۰۳ء میں اسلام قبول کیا۔ بھارتی اداکارہ دیویا بھارتی (ثناء) نے معروف بھارتی پروڈیوسر ساجد ناڈیاڈ والا سے شادی کے بعد اسلام قبول کیا تاہم ہندو انتہا پسندوں کی دھمکیوں کے باعث انہوں نے ۱۹۹۳ء میں صرف ۱۹ سال کی عمر میں خودکشی کر لی۔ مشہور بھارتی اداکارہ شرمیلا ٹیگور (عائشہ سلطانہ) نے سابق بھارتی کرکٹر نواب منصور علی خان سے شادی کے بعد اسلام قبول کیا۔ گلوکار کشور کمار نے ۱۹۶۰ء میں مدھو بالا سے شادی کے بعد اسلام قبول کر کے اپنا اسلامی نام عبدالکریم رکھا۔ آسکر ایوارڈ یافتہ بھارتی موسیقار اے آر رحمٰن (اللہ رکھا رحمٰن)

> ۲۰۰۱ء میں نائن الیون واقعہ کے بعد امریکہ سمیت دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد دگنی ہو چکی ہے اور قرآن پاک دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب بن چکی ہے

نے ہندو مذہب ترک کرکے اسلام قبول کیا جنہیں ’’ٹائم میگزین‘‘ ۲۰۰۹ء میں دنیا کی ۱۰۰ اثر و رسوخ رکھنے والی بااثر ترین شخصیات میں شامل کرچکا ہے۔ اس کے علاوہ سابق معروف امریکی باسکٹ بال کھلاڑی لیو الیسنڈر (کریم عبدالجبار)، مشہور پاپ گلوکار مائیکل جیکسن کے بھائی جرمین جیکسن (محمد عبدالعزیز) اور بہن جینٹ جیکسن، معروف بھارتی اداکار اے ایس دلیپ کمار (یوسف خان)، اردن کی ملکہ نور بھی اسلام قبول کرنے والی دنیا کی معروف شخصیات میں شامل ہیں۔

برطانیہ اور فرانس میں گزشتہ دس سالوں کے دوران ایک لاکھ سے زائد افراد اپنا مذہب ترک کرکے اسلام قبول کرچکے ہیں۔ اسلام قبول کرنے والوں میں زیادہ تر لوگ نسلی امتیاز اور اخلاقی اقدار کے فقدان کی وجہ سے اسلام کی طرف راغب ہورہے ہیں۔ برطانیہ میں تقریباً ۵.۷ ملین، فرانس میں ۵ ملین اور جرمنی میں ۴ ملین سے زائد مسلمان مقیم ہیں۔ ان بڑے ممالک کے علاوہ اسپین، اٹلی، ڈنمارک، ناروے، ہالینڈ، یونان وغیرہ میں بھی مسلمانوں کی بڑی تعداد آباد ہے جن میں اکثریت پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ فرانس سے آزادی حاصل کرنے والے ممالک مراکش، الجیریا اور تیونس نژاد باشندوں کی بڑی تعداد فرانس میں مقیم ہے جن کی آبادی میں ۶ فیصد شرح سے اضافہ ہورہا ہے، ان میں اکثریت ۲۰ سے ۲۵ سال کے نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ فرانس میں مسلمان آبادی کی تیز گروتھ کے پیش نظر ایک اندازے کے مطابق ۲۰۲۷ء تک فرانس کا ہر پانچواں شخص مسلمان ہوگا۔ اسی طرح برطانیہ میں گزشتہ ۳۰ سالوں میں مسلمانوں کی آبادی میں ۳۰ گنا اضافہ ہوا ہے جو بڑھ کر ۲۵ لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور اگر برطانیہ کی آبادی میں مسلمانوں کی تعداد میں اسی طرح اضافہ ہوتا رہا تو ۲۰۳۰ء تک اسلام برطانیہ کا دوسرا بڑا مذہب بن جائے گا جس کا واضح ثبوت پاکستانی نژاد مسلمان صادق خان کا لندن کا میئر منتخب ہونا ہے۔ یورپی یونین کے ملک بلجیم کی آبادی کا ۲۵ فیصد مسلمانوں پر مشتمل ہے جبکہ جرمنی میں گزشتہ ایک سال میں ۴ ہزار سے زائد افراد اسلام قبول کرچکے ہیں اور جرمن حکومت نے پہلی بار اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ اگر مسلمانوں کی تعداد میں اسی رفتار سے اضافہ ہوتا رہا تو ۲۰۵۰ء تک جرمنی مسلم اکثریتی ملک بن جائے

> **مغربی ممالک مسلمانوں کے خلاف ہر وہ اقدامات کررہے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی پیش رفت روکنے میں مددگار ومعاون ثابت ہوں**

گا۔ ان اعداد و شمار سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یورپی یونین کے ۲۷ ممبر ممالک کی اوسط شرح پیدائش صرف ۱.۳۸ فیصد ہے مگر مختلف ممالک سے یورپی ممالک میں رہائش اختیار کرنے والے مسلمانوں نے یورپ کی گرتی ہوئی شرح پیدائش کو سہارا دے رکھا ہے۔

برطانوی جریدے ’’اکنامسٹ‘‘ کی رپورٹ کے مطابق یورپی ممالک اور امریکہ میں اپنا مذہب ترک کرکے اسلام قبول کرنے والوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو کئی سالوں سے مسلمانوں کے ساتھ رابطے میں ہیں اور ان کے اسلام کی طرف مائل ہونے کی بڑی وجہ مغربی معاشرے میں مسلسل پھیلتی ہوئی بے راہ روی اور فحاشی ہے جس سے وہ تنگ آچکے ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ یورپی ممالک میں اسلام قبول کرنے والی غیر مسلم خواتین کی اکثریت نے صرف اس لئے اسلام قبول کیا کہ وہ کسی مسلمان بالخصوص پاکستانی مسلمان سے شادی کرنا چاہتی تھیں۔ دنیا میں مختلف مذاہب کی آبادی کا جائزہ لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ۷ ارب ۱۶ کروڑ سے زائد کی مجموعی آبادی تقریباً %۳۱.۴ (۲ ارب ۲۰ کروڑ) عیسائیوں اور %۲۳.۲ (ایک ارب ۶۰ کروڑ) مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ پیو ریسرچ سینٹر کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۵۰ء تک اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا اور مسلمانوں کی آبادی بڑھ کر ۲ ارب ۷۶ کروڑ تک جاپہنچے گی جس میں شمالی افریقن اسلامی ممالک کی آبادی کی شرح گروتھ سب سے زیادہ ہوگی۔ دنیا میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر یورپ اور امریکہ سمیت دیگر مغربی ممالک کو یہ خوف لاحق ہے کہ اگر اسلام کے سونامی کو روکا نہ گیا تو وہ ایک دن پورے مغرب کو اپنے ساتھ بہالے جائے گا، اس لئے یہ مغربی ممالک مسلمانوں کے خلاف ہر وہ اقدامات کررہے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی پیشرفت روکنے میں مددگار و معاون ثابت ہوں۔ ان مغربی ممالک کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو تفرقے کی بنیاد پر باہمی طور پر لڑواکر کمزور کردیا جائے جس کی ایک کڑی شدت پسند تنظیم داعش ہے جو اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم امہ دشمن طاقتوں کی آلہ کار بننے کے بجائے باہمی اختلافات بھول کر اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۶؍ ستمبر ۲۰۱۶ء)

اختلافات کی حدود کا تحفظ ہر قیمت پر ضروری ہے

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
ضبط وترتیب: ذیشان علی، صادق آبادی

حمد وثنا کے بعد فرمایا:

حضرات علماء کرام ومشائخ عظام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور پھر ادارہ الخیر فاؤنڈیشن کے سربراہ جناب محمد قاسم صاحب اور مولانا عبد المنتقم صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھ ناچیز کو علماء کرام کے اس چیدہ مجمع میں حاضری اور ان سے ملاقات کا اس طرح شرف عطا فرمایا جو شاید صرف ایک دن کے نوٹس پر یہ اجتماع بلایا گیا میں آپ سب حضرات کا دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے اتنے مختصر نوٹس پر تشریف آوری کا اہتمام فرما کر مجھے اپنی ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔

دو امتزاج:

میرے ذہن میں حضرات علماء کرام کی محفل میں ہمیشہ دو قسم کے مختلف جذبات کا امتزاج ہوتا ہے ایک تو الحمدللہ مسرت ہوتی ہے کہ میں اپنی برادری میں، اپنے بھائیوں اور اپنے اکابر سے ملنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں اس پر خوشی ہوتی ہے اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کیونکہ میں ایک ادنیٰ سا طالبعلم ہوں اور حضرات علماء کرام میرے لئے سرتاج اور قابل صد احترام وتکریم ہیں ان کی زیارت اور ان سے ملاقات بذات خود ایک سعادت ہے اور دوسری طرف جب مجھے علماء کرام سے خطاب اور ان سے کچھ گزارشات پیش کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو دوسرا امتزاج یہ پیدا ہوتا ہے کہ میں کہاں اور علماء کرام کہاں؟ میں اس لائق نہیں ہوں کہ ان کی خدمت میں کوئی نصیحت یا گذارش پیش کروں ان کے سامنے لب کشائی اپنی حیثیت سے زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن ساتھ ہی جب کوئی ایسا موقع آتا ہے تو میں یہ تصور کرلیتا ہوں کہ ہم نے جن دینی مدارس میں پڑھا ہے وہاں ایک طریقہ رائج ہے جس سے ہم سب واقف ہیں کہ جب استاد سے سبق پڑھ لیا جاتا ہے تو طلبہ آپس میں بیٹھ کر ایک کو منتخب کرلیتے ہیں جو ان کو تکرار کرواتا ہے تکرار کروانے والا بھی ساتھی ہوتا ہے تکرار کروانے سے وہ استاد نہیں بن جاتا کبھی ایک ساتھی تکرار کرواتا ہے کبھی دوسرا کرواتا ہے، تو میں ایسے موقع پر یہ فرض کرلیتا ہوں کہ میں نے علماء کرام سے جو باتیں سنی ہیں اور الحمدللہ جو دل میں بیٹھی ہوئی ہیں میں ان کا تکرار کروا رہا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ صحیح طریقے سے وہ تکرار کروانے کی توفیق عطا فرمادیں جو کچھ بھی عرض کروں گا وہ ان شاء اللہ اسی روشنی میں عرض کروں گا جو اپنے اکابر سے سنا، سیکھا اور پڑھا ہے اس لئے میری ذاتی بات کوئی نہیں ہے بلکہ اپنے اکابر سے سنی ہوئی باتیں ہیں البتہ اس میں یہ ہوسکتا ہے کہ اپنا استنباط بھی ہو اور آپ سب حضرات واقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے استنباط کا دروازہ کھولا ہوا ہے اور حقیقت میں اس کی وجہ بھی انہی اکابر کا روحانی فیض ہے۔

اختلاف کے ہوتے ہوئے احترام کو ملحوظ رکھنا:

میں نے ایک فقہی مسئلہ پر تحریر لکھی تھی اور اس میں احترام کے ساتھ، ادب کے ساتھ اور تمام رعایتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک بڑے عالم سے فقہی طور پر استنباط میں تھوڑا سا اختلاف کیا تھا اور وہ مسئلہ لکھ کر میں نے اپنے والد ماجدؒ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اس پر ایک تحریر اور بڑا ہی معنی خیز جملہ لکھا کہ الحمدللہ میں نے تحریر دیکھی اور میں اس سے متفق ہوں اور یہ صحیح ہے اور الحمدللہ اپنے اکابر سے فقہی اختلاف رکھتے ہوئے ان کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھنا یہ سلامت فکر کی دلیل ہے اور اپنے بڑے سے کسی مسئلے میں علمی اختلاف بھی کیا جاتا ہے تو یہ درحقیقت اسی بڑے کا روحانی فیض ہوتا ہے لہٰذا اس اختلاف کو بے ادبی پر محمول نہیں کرنا چاہئے کہ اصل میں علم تو انہی کے پاس تھا اور اس کے نتیجے میں مختلف شعاعیں نکلیں ایک شعاع ایک طرف چلی گئی دوسری شعاع دوسری طرف چلی گئی لیکن اس کا مرکز اور چشمہ ایک ہی ہے۔

اس لئے استنباط کے اندر اللہ تعالیٰ نے بڑا توسع رکھا ہے لہٰذا جو بھی عرض کروں گا اپنے اکابر ہی کی تعلیمات اور انکی روشنی میں کروں گا اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے مطابق صحیح اور حق بات، حق طریقے اور حق نیت سے کہنے کی توفیق عطا فرمادیں۔

وسائل اور آبادی کی بہتات کے باوجود مسلمان مسائل سے دوچار ہیں:

بات دراصل یہ ہے کہ آج عالم اسلام مشرق سے مغرب تک ایسے پیچیدہ مسائل سے دوچار ہے جن سے شاید مسلمان کبھی دوچار نہ ہوئے ہوں عجیب مسئلہ

ہے کہ مسلمانوں کے پاس اس وقت جو وسائل ہیں اور آبادی ہے تاریخ میں کبھی اتنی آبادی اور وسائل میسر نہ تھے، وسائل کا حال یہ ہے کہ دنیا کے نقشہ پر اگر نظر ڈالیں تو دنیا کے قلب میں مسلمان بیٹھے ہیں، دنیا کی عظیم ترین اور تجارتی لحاظ سے شہ رگ سمجھی جانے والی شاہراہیں آبنائے فاسفورس، نہر سوئز اور خلیج عدن مسلمانوں کے پاس ہیں اور وسائل کا عالم یہ ہے کہ تیل جس کو آج کل کی اصطلاح میں زرِ سیال کہا جاتا ہے اس پر مسلمانوں کو تقریباً اجارہ داری حاصل ہے اور تمام مراکز ان کے پاس ہیں، دولت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو دولت بھی اتنی کبھی نہ تھی جتنی آج مسلمانوں کے پاس ہے لیکن اس ساری آبادی اور وسائل کی بہتات کے باوجود مسلمان جہاں بھی ہیں کسی نہ کسی مسئلے سے دوچار ہیں اور اس میں اس طرح گرفتار ہیں کہ ان میں آگے بڑھنے کی جرأت اور حوصلہ پیدا نہیں ہو رہا اور اس مسئلے سے نمٹنے کی راہ نہیں مل رہی۔

آج مسلمان تنکوں کی طرح ہیں:

یہ عجیب صورتحال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی بہتات کے باوجود مسلمان کبھی اتنے بڑے مسائل سے دوچار نہیں ہوئے جتنے آج ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گے جیسے دسترخوان پر کھانے کی دعوت دی جاتی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ کیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم ہوگی؟ فرمایا: تعداد تو بہت ہوگی لیکن تعداد کی زیادتی کے باوجود وہ ایسے ہوں گے جیسے سیلاب میں بہتے ہوئے تنکے "ولکنھم غثاء کغثاء السیل" ان تنکوں کو کوئی اگر گننا چاہے تو انگنت ہونے کی وجہ سے گن بھی نہیں سکتا لیکن اس کے باوجود ان کی حیثیت ایسی ہے کہ سیلاب جس طرف بہا کر لے جا رہا ہے اس طرف وہ بہے جا رہے ہیں تو یہ کیفیت آج ہمیں آنکھوں سے نظر آ رہی ہے یہ کیفیت کیوں پیدا ہوئی اور اس کے اسباب کیا ہیں۔

اس کے اسباب کیا ہیں؟:

جب ہم اس پر بات کرتے ہیں تو اکثر و بیشتر زبان پر یہ آتا ہے کہ یہ ہمارے دشمنوں کی سازشیں ہیں جنہوں نے ہمیں اس مقام تک پہنچا دیا ہے ہم چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں ان کی سازشوں کے نتیجے میں ہم بے عزت بھی ہیں اور اپنے مسائل سے دوچار بھی ہیں، یہ بات اپنی جگہ درست ہے لیکن سوال یہ ہے کہ دشمن سے آپ کیا توقع رکھتے ہیں؟ دشمن سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ آپ سے محبت کرے گا آپ کی مدد کرے گا آپ کی ترقی کے اسباب پیدا کرے گا دشمن کا تو کام ہی یہی ہے اس کا کیا شکوہ؟ وہ اگر دشمن ہے تو دشمنی ہی کرے گا لیکن اصل بات یہ ہے کہ دشمن تب تک اپنی سازشوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کوئی خرابی ہمارے اندر موجود نہ ہو، ہمارے اندر اگر خرابی نہیں تو دشمن کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اسلام کی تاریخ ہمیشہ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں کو کوئی نقصان پہنچا، یا دشمن کی سازشیں کامیاب ہوئیں، دشمن ان پر فتح یاب ہوا تو وہ اپنی بہادری اور طاقت کی وجہ سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی ہی کسی خرابی یا کسی نقصان کی وجہ سے ہوا، لہٰذا ہم جو آپس میں بیٹھ کر مجلسوں میں برا بھلا کہتے ہیں کہ فلاں نے ہمارے ساتھ یہ کر دیا اور فلاں نے یہ کر دیا تو اصل بات یہ ہے کہ ہمیں پہلے اپنے گریبانوں میں بھی منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا وجہ ہے کہ دشمن کامیاب ہو رہا ہے اور ہمارے خلاف اس کی تدبیریں کارگر ہو رہی ہیں یہ نکتہ ایسا ہے جو ہمارے لئے ایک بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے اور افسوس کا سامان پیدا کرتا ہے۔ اس موقع پر تمام خرابیوں اور ان کے اسباب کا احاطہ ممکن نہیں۔

مسلمانوں کے زوال کے دو سبب:

لیکن میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن قدس اللہ سرہٗ کا ایک جملہ نقل کرتا ہوں، میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ ان کے مرید تھے، فرمایا کرتے تھے کہ جب سب بچے کھیل کود کے لئے جایا کرتے تھے تو میں تب بھی حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں بیٹھا رہتا تھا حضرت دیوبند میں دارالعلوم کے احاطہ میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے اور دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء جن کو آنا ہوتا تھا جمع ہو جایا کرتے تھے اور حضرت کی خدمت میں بیٹھتے تھے اور حضرت مختلف باتیں فرمایا کرتے تھے، حضرت والد ماجد کو بہت سی باتیں یاد تھیں اور اکثر ان کا تذکرہ فرماتے تھے تو ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب حضرت شیخ الہندؒ مالٹا کی جیل سے دیوبند واپس تشریف لائے تو اسی طرح کی مجلس میں تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: "بھائی! ہم نے مالٹا کی تنہائیوں میں دو سبق سیکھے" یہ کون کہہ رہا ہے جن کے بارے میں حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ ان کو شیخ الہند کہنا ان کی توہین ہے یہ اصل میں شیخ العرب والعجم ہیں اور جنہوں نے اسی برس قرآن کی تشریح و تفسیر میں گزار دیئے اور پھر اسلام کو سربلند کرنے کے لئے سیاسی تحریک چلائی اس کے تمام نشیب و فراز سے واقف ہوئے، اب اسی سالہ زندگی کے نچوڑ کے طور پر فرما رہے ہیں کہ میں نے مالٹا کی تنہائیوں میں دو سبق سیکھے، سب لوگ ہمہ تن گوش ہو گئے کہ اتنے تجربہ کار بزرگ نے کون سے دو سبق مالٹا کی تنہائیوں میں حاصل کئے، فرمایا کہ "مسلمانوں کے زوال کے میرے نزدیک دو سبب ہیں جب تک ان کو زائل نہیں

کیا جائے گا مسلمان ابھر نہیں سکتے۔

ایک سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا قرآن کریم کے جو حقوق اس کی تلاوت کرنے، اس کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی دعوت کو پھیلانے کے تھے وہ مسلمانوں نے ترک کر دیئے اور دوسرا سبب مسلمانوں کے باہمی افتراق اور آپس کے جھگڑے ہیں جب تک یہ دونوں زائل نہیں ہوں گے مسلمانوں کی مشکلات کا حل نہیں نکلے گا پھر فرمایا کہ میں اپنی آئندہ زندگی انہی دو کاموں پر وقف کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کی خدمت اور نشر و اشاعت اور مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی فکر کروں۔"

ان دو باتوں میں سے پہلی بات کی تفسیر میں میں اس وقت نہیں جاتا کیونکہ اس سے آپ سب حضرات واقف ہیں اور کوشش بھی کر رہے ہیں لیکن دوسری بات جو درحقیقت قرآن پر عمل کا ہی ایک لازمی نتیجہ ہے وہ باہمی افتراق و اختلاف، شقاق، جھگڑے، فرقہ واریت، ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی ہے جس نے ہمیں تباہ کر دیا ہے اور جب تک یہ صورتحال درست نہیں ہوگی تب تک ہمیں دشمنوں کا شکوہ کرنے کا اختیار و حق نہیں۔ اگر ہم خود اپنے افتراق و انتشار کو ختم اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے قرآن کے سبق "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" (آل عمران:۱۰۳) کی طرف نہیں آئیں گے تو دشمن اس افتراق کو استعمال کرتا رہے گا اور ان سے اس کے سوا کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ میں اس پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو افتراق و انتشار، باہمی لڑائی جھگڑے اور اختلافات ہیں انہوں نے مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور اس کے نتیجے میں دشمنوں کو بجا طور پر یہ موقع مل گیا ہے کہ وہ خود ہمیں ہمارے خلاف استعمال کریں یہاں یہ سمجھنے کی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، صحابہ کرامؓ کے عمل اور بزرگان دین کے تعامل نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ اختلاف کی بہت ساری قسمیں ہوتی ہیں، کفر و ایمان کا اختلاف، فسق و فجور اور صلاح کا اختلاف، بدعت و سنت کا اختلاف، اجتہاد کا اختلاف، مسلک کا اختلاف اور مزاج و مذاق کا اختلاف، یہ سب اختلاف کی مختلف صورتیں اور مدارج ہیں، ہر اختلاف کا حکم علیحدہ ہے۔

کفر و ایمان کا اختلاف حق و باطل کا اختلاف ہے لیکن اس اختلاف کا مطلب بھی لڑائی اور نفرتیں نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر صاحب ایمان اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور اس پر عمل پیرا ہو لیکن جو غیر مسلم ہے اس سے نفرت نہیں، نفرت کفر سے ہے، کافر کی ذات سے نہیں، نفرت فسق سے ہے فاسق کی ذات سے نہیں، لہٰذا غیر مسلموں سے نفرت کرنا اسلام اور ہمارے دین نے نہیں سکھایا جو شخص کفر کی گمراہی میں مبتلا ہے وہ درحقیقت غصے اور نفرت کا مستحق نہیں بلکہ رحم دلی کا مستحق ہے یعنی یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو غلط راستے سے نکال کر صحیح راستے پر لے آئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی اور آگ کے اندر پروانے آ آ کر گر رہے ہیں اور میں کولیاں بھر بھر کے ان کو آگ سے بچاتا اور ہٹانا چاہتا ہوں اور اس فکر میں ہوں کسی طرح یہ بچ جائیں، کافر لوگ نفرت کر رہے ہیں اور نفرت ہی نہیں کر رہے بلکہ گالیاں دے رہے ہیں پتھر برسا رہے ہیں لیکن نبی رحمت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ " اے رب ان کی مغفرت فرما دیجئے ان کو ابھی حقیقت کا پتا نہیں ہے اگر نفرت ہوتی تو یہ نہ فرماتے کہ یا اللہ ان کو تباہ نہ کیجئے ان کو برباد نہ کیجئے، ہوسکتا ہے کہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو حق کے علم بردار ہوں تو جو لوگ پتھر برسا رہے ہیں، گالیاں دے رہے ہیں، دشمنی کر رہے ہیں ان کے ساتھ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معاملہ تھا کہ راتوں کو رو رہے ہیں اور جان ہلکان کئے ہوئے ہیں کہ کسی طرح یہ راہ راست پر آجائیں حتی کہ اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا " لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ " (الشعراء آیت ۳) کہ کیا آپ اپنی جان کو ہلاک کر ڈالیں گے اس بناء پر کہ یہ ایمان نہیں لا رہے آپ نے اپنا فریضہ ادا کر دیا قرآن آپ کو تسلی دینے سے بھرا ہوا ہے تو اگر نفرت ہوتی تو یہ دردمندی نہ ہوتی۔

جناب شرافت حسین مرحوم:

آپ سب حضرات کو معلوم ہوگا میرے خسر جناب شرافت حسین مرحوم ان کی وفات کا بہت سے لوگوں کو پتا چل گیا ہے اور لوگ تعزیت بھی کر رہے ہیں، وہ عالم نہیں تھے تاجر تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کی صحبت عطا فرمائی تھی اور اس کی وجہ سے میں نے ان جیسے اتنے بے نفس اور اپنی ذات کو فنا کئے ہوئے انسان بہت کم دیکھے ہیں، ساری زندگی میں نے ان کی زبان سے کسی کی غیبت اور شکایت نہیں سنی لیکن اگر کبھی برسبیل تذکرہ کسی کا ذکر آجاتا کہ وہ دیندار ہے یا نہیں تو ان کی زبان سے ہمیشہ ایک عجیب جملہ نکلتا کہ بیچارے ذرا مسجد میں نظر نہیں آتے تو بیچارے کا لفظ استعمال کرتے تھے کہ بیچارے ان کا دین سے زیادہ تعلق نہیں ہے یعنی ایسے ذکر کرتے تھے جیسے کوئی بیماری میں مبتلا ہے کہ بیچارے کو کینسر ہوگیا، بیچارے کو ٹی۔بی ہوگئی ہے یہ تعلیم ملی تھی کہ کسی کافر کے ساتھ بھی نفرت کا نہیں بلکہ محبت کا معاملہ کرنا ہے البتہ محبت کے عنوان مختلف ہوتے ہیں ایک عنوان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی ہدایت عطا فرمادیں جب اس محبت کے ساتھ دعوت ہوتی ہے تو دعوت میں اثر اور اس کا فائدہ ہوتا ہے جب غیر مسلموں کو پتا چلتا ہے

کہ یہ ہم سے نفرت نہیں بلکہ محبت کرتے ہیں یہ ہمارے بدخواہ نہیں بلکہ خیر خواہ ہیں تو پھر قرب پیدا ہوتا ہے پھر اگر ایمان کا نور قلب میں موجود ہو تو اس قرب کے نتیجے میں وہ نور دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

''مالا بار'' میں اسلام کیسے پہنچا؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کو دیکھئے ہم میں سے اکثر و بیشتر کیسے مسلمان ہوئے؟ ہم کس کے ممنون احسان ہیں؟ ہندوستان میں سب سے پہلے ''مالا بار'' کے علاقے میں اسلام آیا، وہاں کوئی تبلیغی جماعت یا کوئی جہادی تحریک نہیں پہنچی تھی بلکہ وہاں صحابہ کرامؓ تجارت کے لئے پہنچے تھے انہوں نے وہاں کوئی تبلیغی مہم نہیں چلائی تھی بلکہ وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ جس محبت، حسن سلوک اور اخلاق فاضلہ کا مظاہرہ کیا اس نے قرب پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مسلمان کر دیا اور آج ہم لوگ انہی کی بدولت مسلمان ہیں تو ایک اختلاف کفر و اسلام اور حق و باطل کا اختلاف ہے مگر اس میں بھی نفرت نہیں بلکہ محبت، ہمدردی اور خیر خواہی ہے، ہم سے اگر پوچھا جائے کہ فلاں شخص حق پر ہے یا باطل پر تو ہم کہیں گے باطل پر ہے لیکن ایسے ہی کہیں گے جیسے کسی بیمار کو کہا جاتا ہے کہ اس کو فلاں بیماری لاحق ہے لیکن اس بیماری کی وجہ سے اس پر غصہ اور اس سے نفرت نہیں کی جاتی بلکہ محبت اور ہمدردی کی جاتی ہے۔

آج جہاد کی حقیقت مسخ ہو کر رہ گئی ہے:

تو اختلاف کی ایک سطح یہ ہے، ہاں فرض کریں اگر کسی وقت ضرورت پیش آ جائے کہ وہ حملہ آور ہوں اور دفاع کرنا پڑے تو پھر بیشک جہاد بھی شریعت کا ایک اہم رکن ہے لیکن آج جہاد کو بدنام کر کے اتنے غلط معنی پر محمول کیا جا رہا ہے، جس سے جہاد کی حقیقت مسخ ہو کر رہ گئی ہے جہاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمایا، قرآن نے اس کی تعلیم دی ہمیں اس کے اسلام کے ایک اہم رکن ہونے سے کبھی شرمانا نہیں چاہئے جہاد ہمارے دین کا ایک اہم حصہ ہے لیکن وہ جہاد جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا تھا، وہ نہیں جس کا نام لے کر آج معصوموں کی گردنیں اڑائی جا رہی ہیں اور خودکش حملوں کے ذریعہ لوگوں کی جانیں لی جا رہی ہیں وہ جہاد جس کے ہر لشکر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم تھی کہ کسی بچے، عورت، بوڑھے، اور عبادت میں مشغول لوگوں پر ہاتھ نہ اٹھانا، یہ اس دور کا جہاد تھا اور یہ اس زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں جب جنگ کا کوئی قانون ضابطہ نہیں تھا۔

جنگ کے معنی یہ ہیں کہ جب دشمن سامنے آ جائے تو ہر کام جائز ہے لیکن جو جہاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اس میں حدود و قوانین اور ضوابط متعین فرمائے کہ کب جائز کب ناجائز، کتنا جائز کتنا ناجائز ہے لہٰذا آج جہاد کو جو غلط طریقے سے بدنام کیا جا رہا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سمجھنا چاہئے کہ کفر و اسلام کے اختلاف میں اصل چیز نفرت نہیں بلکہ محبت و ہمدردی اور دعوت ہے، ضرورت کے وقت جہاد بھی ہے لیکن تمام قواعد و ضوابط کا لحاظ رکھتے ہوئے ہے تو یہ اختلاف کا پہلا درجہ تھا۔

دوسرا اختلاف فسق و فجور اور صلاح کا ہے اس میں بھی یہی جذبہ ہونا چاہئے کہ ہم ان کو فسق و فجور سے نکالنے کے لئے جو بہتر راستہ ہو اس کو اختیار کریں، تیسرا درجہ اجتہادی اختلاف کا ہے جو قرآن و سنت کی تشریح میں مسائل شریعہ کے تعین میں ہے یہ اختلاف صحابہ کرامؓ کے درمیان بھی ہوا لیکن حضرت علامہ ابن قیمؒ ''اعلام الموقعین'' میں اور علامہ ابن البرؒ ''جامع بیان العلم و فضلہ'' میں فرماتے ہیں کہ تمام اختلافات کے باوجود کسی صحابی کے بارے میں منقول نہیں کہ انہوں نے دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کیا ہو کہ ان کا اجتہاد میرے اجتہاد سے مختلف ہے یہاں تک کہ عبداللہ بن مسعودؓ کا مسلک کچھ اور ہے لیکن امام نے اپنے مسلک کے مطابق نماز پڑھائی تو عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی طرح پڑھی کیونکہ ''الاختلاف شر'' اختلاف شر ہے اجتہادی اختلاف کے باوجود محبتیں بھی ہیں باہمی تعاون، ایک دوسرے کے ساتھ تناصر اور آپس میں احترام بھی ہے اور اس سے کبھی کسی شقاق نے جنم نہیں لیا، اس سے آگے بڑھ کر مزاج و مذاق کا اختلاف ہے سب کچھ متحد ہے لیکن ایک کا مزاج ایک جیسا ہے دوسرے کا مزاج دوسرے جیسا ہے ہم نے جو کر رکھا ہے وہ یہ کہ ہم تمام اختلافات کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک رہے ہیں اگر کسی سے اختلاف ہوا تو اب وہ ایسا اختلاف ہے کہ میں اس کے ساتھ بیٹھ نہیں سکتا اس کی مجلسوں میں شریک نہیں ہو سکتا اس کی دعوت قبول نہیں کر سکتا، اگر بیٹھوں گا تو گویا حق کی مخالفت کر رہا ہوں گا۔ اس صورتحال نے ہمیں فرقوں میں بانٹ دیا ہے اب نام یہ نہیں کہ ہم مسلمان ہیں دین کی خدمت کر رہے ہیں، نام یہ ہے کہ ہم اپنے مسلک کی خدمت کر رہے ہیں، نام یہ ہے کہ ہم دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور سلفی ہیں لہٰذا اس کے نتیجے میں اسلام کے جو مشترک مقاصد تھے وہ پیچھے پڑے ہوئے ہیں یہ وہ اسباب ہیں جو حضرت شیخ الہندؒ نے بیان فرمائے ہیں تو بھائیو! میں دکھی دل کے ساتھ پہلے اپنے نفس سے خطاب اور پھر حاضرین سے گزارش کرتا ہوں کہ خدا کے لئے یہ عہد کریں کہ اختلافات کی حدود کو قائم کرنے کا جو طریقہ ہمارے اکابرین نے متعین فرمایا ہے اس کا ہر قیمت پر تحفظ ہو۔

مشترک مقاصد پر مل کر عمل کیا جائے:

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان کچھ فساد ہوا، حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے اس بارے میں معلومات

حاصل کیں تو پتا چلا کہ مسلمان زیادہ تر وہاں تعزیہ نکالتے ہیں اور تعزیہ صرف شیعہ حضرات نہیں نکالتے بلکہ اہل سنت کے بھی بہت سارے حضرات نکالتے ہیں اور ہندو کہتے تھے کہ ہم تعزیہ نہیں نکالنے دیں گے تو اگر کوئی اور ہوتا تو کہتا کہ بھئی! ہندو بہت اچھی بات کر رہے ہیں کہ تعزیہ کی بدعت سے مسلمانوں کو نجات دلانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن حضرت تھانویؒ نے فرمایا: نہیں! بلکہ ان تعزیہ نکالنے والوں کی حمایت کرنی چاہئے کیونکہ مقابلہ کفر سے ہے اس واسطے کہ وہ مخالفت اس وجہ سے نہیں کر رہے کہ تعزیہ بدعت ہے بلکہ اس لئے کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک علامت ہے تو ہر مقام پر دیکھنا پڑتا ہے کہ اختلاف کو کس حد تک لے جایا جائے اور کون سے ایسے مشترک مقاصد ہیں جن پر مل کر عمل کیا جائے اس واسطے درد دل اور بے تکلفی کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ہمارا ملک بھی ان اختلافات اور فرقہ واریوں کا شکار ہے۔

لیکن آپ حضرات معاف کریں، مجھے یہاں برطانیہ میں خاص طور پر اختلافات کا ایک لامتناہی سلسلہ نظر آ رہا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر جیسے رویت ہلال ایک ایسا مسئلہ ہے جو حل نہیں ہو پا رہا محلے، مسجدیں اور خاندان تقسیم ہیں یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اور اجتہادی مسئلے میں کوئی جانب باطل محض نہیں ہوتی اگر مسلمان اپنا اتحاد برقرار رکھنے کے لئے کسی ایک ایسے عمل پر بھی متفق ہو جائیں جس کی اجتہاد میں گنجائش ہے تو ہونا چاہئے لیکن جھگڑے اور اختلافات ہیں جس کی وجہ سے قوم بٹی ہوئی ہے اور اپنے مشترکہ مقاصد کو بھولی ہوئی ہے۔

نوجوانوں کو صحیح راستے پر لانا ہم سب کا مشترک فریضہ ہے:

یہ جو آج اسلاموفوبیا کا نعرہ لگایا جاتا ہے اس اسلاموفوبیا کے ایک بڑے ذمہ دار ہم خود ہیں کہ ہم سے کچھ نوجوان جو بظاہر مخلص بھی نظر آتے ہیں ان کو جہاد کا غلط مطلب بتا کر گمراہ کیا جا رہا ہے اور انہیں یہ کہا جا رہا ہے کہ تم ہتھیار اٹھا کر شریعت نافذ کرو، چاہے مسلمان ملک میں ہو یا غیر مسلم ملکوں میں اور وہ نوجوان ہتھیار اٹھا کر اور جہاد کے احکام کے بالکل برعکس تشدد اور دہشت گردی پھیلا کر اس کو اسلام کے نام سے منسوب کرنا چاہتے ہیں ان نوجوانوں کو صحیح ہدایت دینا اور صحیح راستے پر لانا ہم سب کا مشترک فریضہ ہے اس کام کے لئے جب تک سارے مسلمان اپنے سب اختلافات بھلا کر اور پس پشت ڈال کر کوشش نہیں کریں گے اس وقت تک صورتحال یونہی رہے گی کہ اسلام کو بھی بدنام کرنا ہوگا جہاد کو بھی بدنام کرنا ہوگا اور مسلمانوں کو بھی بدنام کرنا ہوگا اور مسلمان گویا خود اپنے اوپر دہشت گردی کا ٹھپہ لگالیں گے۔

لہٰذا میں گزارش کرتا ہوں کہ اس وقت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں اور نئی نسلوں کو صحیح تعلیم وتربیت دے کر انہیں حقیقت حال سے آگاہ کریں اور انہیں ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں جانے سے بچائیں۔ ٹھیک ہے، یہ بات کہی جاتی ہے اور شاید بڑی حد تک صحیح بھی ہے اور اس کے بہت سے قرائن بھی ہیں کہ جتنی بھی دہشت گرد تنظیمیں ہیں جنہوں نے اپنا نام جہادی تنظیمیں رکھا ہوا ہے یہ سب لوگ دشمنوں کے کھڑے کئے ہوئے ہیں تاکہ مسلمانوں کو ہر نقصان پہنچایا جا سکے آپس میں لڑائیں بھی اور مسلمانوں کو بدنام بھی کریں کسی بھی تحریک کو جانچنے کا ایک بہت بڑا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ اس کا "Beneficiary" کون ہے اس کا فائدہ کس کو پہنچ رہا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ "Beneficiary" اگر کوئی ہے تو اسلام دشمن طاقتیں ہیں لہٰذا یہ بات اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن ہماری کمزوری ہے کہ ہم نے اپنے نوجوانوں کی صحیح تربیت کرنے اور ان کو حالات سے صحیح واقف کروانے میں کوتاہی کی ہے۔

الحمدللہ! آج چونکہ ماشاء اللہ اہل علم کا مجمع ہے اور ان حضرات کا جو اپنی اپنی جگہ مقتداء ہیں تو میں سب سے پہلے خود اور پھر آپ سے خطاب کر رہا ہوں کہ آج کی اس محفل سے اگر ہم فائدہ اٹھائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں کہ اختلاف کوئی بری چیز نہیں ہے رائے میں بھی اختلاف ہوتا ہے لیکن یہ شقاق کا ذریعہ نہ بنے، میرے والد ماجدؒ کی کتاب ہے "وحدت امت" اس کا عربی ترجمہ "اختلاف ام شقاق" کے نام سے ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ "خلاف" اور چیز ہے "شقاق" اور چیز ہے "خلاف" برا نہیں، رائے میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن شقاق برا ہے جس کے نتیجے میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو کر بیٹھ جائیں تو ان اختلافات کو بھلا کر اور پس پشت ڈال کر، آپ بے شک مدارس میں اختلافات کے علمی دلائل بیان کریں، لیکن اس کو فرقہ واریت کا ذریعہ نہ بنائیں، تمام مسالک اور مکاتب فکر مل کر اس فتنے کا سد باب کریں۔ آج مسلمانوں کے خلاف غلط سلط پروپیگنڈہ ہو رہا ہے ہمارا فرض ہے کہ اس پروپیگنڈے کا عالمانہ انداز میں مدلل جواب دیں اور اس فضا کو بدلنے کی کوشش کریں جو ہمارے خلاف ساری دنیا میں پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اگر ہم اس موضوع پر متفق ہو جائیں اور یہ جذبہ ہمارے اندر پیدا ہو جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں گی اور اللہ تعالیٰ ان مشکل حالات سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائیں گے لیکن مایوسی پیدا کرنا بری بات ہے لہٰذا مایوس ہونے کے بجائے صحیح راستہ اختیار کر کے اللہ سے رجوع کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ان حالات کو بدل دیں گے اور یہ ظلمتیں دور ہوں گی اور اجالا پھیلے گا۔ (بشکریہ ماہنامہ البلاغ کراچی، ستمبر ۲۰۱۶ء)

☆☆..........☆☆

قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ!

خالد محمود، سابق یونیل کندن

محترمی و مکرمی پروفیسر ڈاکٹر محمد عمران صاحب کی علمی اور تحقیقی کتاب ''قادیانی تفاسیر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے۔ خوبصورت اور جاذب نظر سرورق کی اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' نے کیا ہے ابھی چند دن قبل ڈاکٹر صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکز تشریف لائے ہوئے تھے تو اس محترم نوجوان سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا، اپنی کراچی آمد پر انہوں نے یہاں کے علماء کرام سے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رکھا، اور دارالعلوم کراچی (کورنگی) اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بزرگ اکابرین و اساتذہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اپنی کتاب کا ہدیہ پیش کیا، ایسی ہی ایک ملاقات اس محترم نوجوان نے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے انتہائی محترم و بزرگ عالم دین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب، زید مجدہم سے نماز عصر سے کچھ پہلے کی میری خوش نصیبی کہ اس ملاقات میں میں بھی اس محترم نوجوان کے ساتھ رہا۔ حضرت والا نے اس موقع پر بہت ہی شفقت اور محبت کا اظہار فرمایا، ڈاکٹر محمد عمران صاحب نے اپنی تالیف پیش کی تو حضرت والا نے بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا اور اس نوجوان کو بہت دعائیں دیتے رہے اور اس دوران حضرت والا اس محترم نوجوان کی کتاب کو مختلف جگہوں سے مطالعہ فرماتے رہے اور دوران گفتگو بیچ میں اس کتاب کی تالیف اور وجہ تالیف کے متعلق سوالات فرماتے رہے اور مصنف انکساری کے ساتھ جوابات دیتے رہے۔ ان ملاقاتوں کے موقع پر محترم ڈاکٹر محمد عمران صاحب کی تالیف پر جامعہ دارالعلوم کراچی اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ کرام اور بزرگ اکابرین نے جس داد و تحسین، دعاؤں اور نیک خواہشات کا اظہار فرمایا ہے، جی چاہتا ہے کہ حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر زید مجدہم، حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم، حضرت مولانا محمود اشرف صاحب زید مجدہم اور دیگر بزرگ اکابرین کی آراء اور تقریظات کتاب کے آئندہ ایڈیشن میں شامل کر لی جائیں۔

عالمی مجلس ختم نبوت کے عظیم مجاہد حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب زید مجدہم نے اس پوری کتاب کا منظر نامہ اور علمی قدر و قیمت خوبصورت الفاظ میں زیب قرطاس فرمائی ہے۔ آیئے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب زید مجدہم کے قلم سے اس عظیم سرمایہ کا تعارف و تبصرہ ملاحظہ کرتے ہیں:

''الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی. اما بعد!

اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام سے سلسلۂ نبوت کا آغاز فرمایا کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے، ان سب کے آخر پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کے طور پر مبعوث فرمایا، ان تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی سے بھی سرفراز فرمایا، بعض انبیاء علیہم السلام کو کتابیں بھی دی گئیں۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے آخری نبی ہیں تو آپ کی ذات اقدس پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید بھی اللہ رب العزت کی آسمانی کتابوں میں سے آخری آسمانی کتاب ہے۔ قرآن مجید جہاں آخری کتاب ہے وہاں اس کو ہر قسم کی تحریف لفظی سے بھی حق تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے اور یہ اس کا اعجاز ہے۔ قرآن مجید لاریب کتاب ہے، نیک بخت اور بدنصیب لوگوں کے لئے اس کو معیار قرار دیا، فرمایا کہ: ''یضلون بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً۔'' (القرآن) کہ بدنصیب قرآن مجید سے کجی کا راستہ نکال لیں گے اور خوش نصیب قرآن مجید سے حق کی راہ پائیں گے۔

''یضلون بہ کثیراً'' قرآن مجید کو آڑ بنا کر تحریف معنوی اور تاویل باطل سے لوگوں کو راہ حق سے پھیر دینا، انہیں گمراہی کے راستہ پر چلانے والوں میں ایک بدنصیب مرزائے قادیان بھی تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تاویل فاسد اور تحریف باطل سے وہ گمراہی کا راستہ اختیار کیا کہ گزشتہ صدیوں کے تمام محرفین و مبطلین کو مات کر گیا۔

مثلاً آج تک چودہ صدیوں کے مفسرین کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ قرآن مجید میں بدر کے

تذکرہ سے مراد جنگ بدر ہے، مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ بدر سے بدر کامل یعنی چودھویں صدی مراد ہے اور میں چودھویں صدی کا بدر کامل ہوں۔ اب یہ معنی چودہ صدیوں کے کسی مفسر نے نہیں کئے۔ مرزا قادیانی نے اپنے غلط دعاوی کو بزعم خود ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید میں تحریف کرنے میں قطعاً عار محسوس نہ کی۔

مرزا قادیانی نے قرآن مجید سے کھیلنے اور تحریف کے راستہ پر سرپٹ دوڑنے کا اتنا خطرناک کھیل کھیلا کہ اپنے پورے پیروکاروں کو اسی راستہ پر لگا گیا۔ تحریف قرآن مجید کرنے میں ہر قادیانی باون گزا ہے، جس نے جو چاہا قرآن مجید کا مفہوم ومعنی بدل دیا اور اس تحریف میں ذرہ برابر لحاظ نہ کیا کہ دنیا کیا کہے گی۔

مثلاً قرآنی آیت: ''وبالآخرۃ ھم یوقنون'' کا آج تک تمام مفسرین یہی ترجمہ کرتے آئے کہ آخرت سے مراد قیامت ہے۔ حتی کہ مرزا قادیانی، حکیم نورالدین ایسی بہا قادیانی قیادت نے بھی یہی ترجمہ کیا کہ اس سے مراد قیامت ہے۔ لیکن قادیانی جماعت کے دوسرے چیف گرو مرزا محمود قادیانی نے کہا کہ اس سے مراد آخری وحی ہے اور وہ مرزا قادیانی کی وحی ہے۔

اب مرزا محمود کے بعد ابھی حال ہی میں اس کے بیٹے مرزا طاہر قادیانی نے ترجمہ کیا، اس نے بھی آخرت سے مراد قیامت لیا ہے۔ گویا اول و آخر کے تمام قادیانی آیت: ''وبالآخرۃ ھم یوقنون'' کے قرآنی الفاظ سے مراد قیامت لیتے ہیں، لیکن مرزا محمود، قرآن مجید میں تحریف معنوی ڈھٹائی سے کرتے ہوئے ذرا لحاظ محسوس نہیں کرتا اور مرزا قادیانی کی نبوت کو قرآن مجید سے ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ چاہے اول و آخر کے تمام قادیانی اس کے مردود معنی کو قبول نہ کریں، لیکن وہ اس تحریف میں ڈٹا ہوا ہے۔ ان دو مثالوں سے یہ عرض کرنا مقصود تھا کہ قارئین کرام! احساس فرمائیں کہ کس طرح قادیانیوں نے قرآن مجید کو بازیچۂ اطفال بنایا۔ جس قادیانی کے منہ جو آیا کہہ دیا۔ تحریف میں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہ کی کہ یکسر چودہ صدیوں کے مفسرین کے راستہ سے علیحدہ راستہ اختیار کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو اس علم کو حاصل کریں گے جس کے ذریعے حد سے تجاوز کرنے والوں کی تاویل کو، باطل کرنے والوں کے دعویٰ کو اور جاہلوں کی تحریف کو دور کریں گے۔'' (السنن الکبریٰ، بیہقی، ج:۱۰، ص:۳۵۴، مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، ص:۳۶)

اس حدیث نبوی کے مصداق خوش نصیب حضرات میں سے ایک ہمارے انتہائی مکرم ومحترم جناب ڈاکٹر محمد عمران صاحب ہیں، انہوں نے اس پر بھرپور ریسرچ کی، وہ ملک بھر میں دیوانہ وار پھرے، لائبریریوں سے، ان کے منتظمین سے، اپنی گرانقدر ریسرچ کے لئے جو ملا وہ حاصل کیا۔ قادیانیوں کی سوسال قبل ان کی نام نہاد تفسیروں کو جمع کرنا جان جوکھوں کا کام تھا، اس میں بھی وہ کامیاب ہوئے، پھر ان تمام سے تحریفات کو چن چن کر علیحدہ کیا، ان کو پھر اہل اسلام کی تفاسیر سے ملایا۔

اہل اسلام اور قادیانی تفسیر میں جو فرق نظر آیا وہ واضح کیا، یوں انہوں نے مرزا قادیانی سے لے کر کفیلہ خانم تک کے قادیانیوں کی چودہ نام نہاد مفسرین کی تفاسیر پر ریسرچ کی اور چمکتے دمکتے واضح فرق کو نمایاں طور پر اس کتاب میں پیش کیا کہ جہاں کہیں سے آپ دیکھیں گے قادیانی ایک ایک تحریف آپ کے سامنے آجائے گی، اس کتاب میں: مرزا قادیانی کی ۵۵ تحریفات، حکیم نورالدین بھیروی کی ۳۰ تحریفات، مولوی میر محمد سعید کی ۳۳ تحریفات، مولوی غلام حسن نیازی کی ۲۷ تحریفات، ڈاکٹر بشارت احمد کی ۱۱ تحریفات، محمد علی لاہوری کی ۲۳ تحریفات، مرزا بشیرالدین محمود کی ۳۷ تحریفات، مولوی عبداللطیف بہاول پوری کی ۱۲ تحریفات، ملک غلام فرید کی ۱۱ تحریفات، شیخ عبدالرحمن مصری کی ۱۰ تحریفات، پیر صلاح الدین کی ۸ تحریفات، مرزا طاہر احمد کی ۱۵ تحریفات، پیر معین الدین کی ۱۹ تحریفات، کفیلہ خانم کی ۸ تحریفات شامل ہیں۔

باطل گروہ قادیانی جماعت کی جہالت آمیز تحریفات قرآنی کو اس کتاب میں اتنا جمع کیا گیا ہے۔ اتنا رد قادیانیت کے لٹریچر میں اس عنوان پر پہلے کہیں مواد موجود نہیں تھا، جتنا اس کتاب میں آپ کو ملے گا۔ مجھے انتہائی تاسف ہے کہ میں اس کتاب کو پورے طور پر نہیں پڑھ پایا، اتنی زیادہ تسلی ہے کہ ہمارے حضرت مولانا غلام رسول صاحب دین پوری نے اس کتاب کو مکمل پڑھا ہے۔ ان شاء اللہ! یہ جامع چیز اس عنوان پر آج تک امت کی تحقیقات کا نچوڑ اور آئینہ ہے۔ قادیانی لوگوں نے قرآن مجید میں کیا تحریف معنوی کی؟ اس کا جواب یہ کتاب ہے۔ پڑھئے کہ پڑھنے کی چیز ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اس سے فائدہ اٹھانے اور قادیانی فتنہ سے باخبر رہنے کی توفیق رفیق فرمائیں۔ آمین۔

خوشی ہے کہ یہ گرانقدر سرمایہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شائع کررہی ہے۔

والسلام

محتاج دعا: (فقیر) اللہ وسایا، ملتان

۱۷ر رمضان ۱۴۳۷ھ، بمطابق ۲۳ر جون ۲۰۱۶ء

☆☆..................☆☆

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

وہ احادیث جو محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیں اور ان پر سکوت فرمایا

(یعنی ان کے ”صحیح“ یا ”حسن“ وغیرہ ہونے کی صراحت نہیں کی)

آٹھویں قسط

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

آثارِ صحابہؓ و تابعینؒ:

۱:... اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ نزولِ عیسیٰ ابن مریم (کی دلیل) ہے۔

(درمنثور بحوالہ حاکم وغیرہ)

۲:... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیتِ قرآنیہ: ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”قبل موته“ کا مطلب ہے: ”عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے“ (اسی لئے یہ آیت نزولِ عیسیٰ کی دلیل ہے جیسا کہ اوپر کی حدیث میں بیان ہوا)۔

(درمنثور بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۳:... آیتِ قرآنیہ: ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: یعنی اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) میں کے بہت سے لوگ نزولِ عیسیٰ کا زمانہ پائیں گے اور ان پر ایمان لے آئیں گے (اور چونکہ اُس وقت عیسیٰ علیہ السلام بھی شریعتِ محمدیہ کے تابع ہوں گے، لہٰذا اُن پر ایمان لانے کا حاصل یہ ہوا کہ اس وقت تمام نصاریٰ اور وہ یہودی جو قتل سے بچ رہیں گے، مسلمان ہوجائیں گے)۔“ (درمنثور بحوالہ ابن جریر)

۴:... آیتِ قرآنیہ: ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ کی تفسیر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے ہر ایک کے پاس (اس کی موت سے ذرا پہلے) فرشتے آکر اس کے چہرے اور پشت پر مارتے ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے: ”او خدا کے دشمن! عیسیٰ اللہ کی (پیدا کردہ) جان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ (کُن کی پیدائش) ہیں، اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیرا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ عیسیٰ خدا ہیں (یاد رکھ کہ) انہیں موت نہیں آئی بلکہ انہیں آسمان پر اٹھالیا گیا تھا اور وہ قیامت سے پہلے نازل ہونے والے ہیں۔“ یہ سن کر ہر یہودی اور نصرانی اُن پر ایمان لے آتا ہے (یعنی اس بات کا یقین کرلیتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی تھی، وہ نازل ہونے والے ہیں اور نہ وہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں)۔ (درمنثور)

۵:... حضرت شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حجاج (بن یوسف) نے مجھ سے کہا کہ قرآن کریم کی ایک آیت جب بھی میں پڑھتا ہوں مجھے ایک اشکال پیش آتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ (جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر اہلِ کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا) حالانکہ میرے پاس (یہودی اور نصرانی) قیدی لائے جاتے ہیں اور میں انہیں قتل کرتا ہوں مگر میں انہیں کچھ کہتے ہوئے (یعنی کلمۂ ایمان پڑھتے ہوئے) نہیں سنتا؟ میں نے اُسے جواب دیا کہ اس آیت کا مطلب تمہیں صحیح نہیں بتایا گیا۔

بات یہ ہے کہ جب کسی نصرانی کی روح نکلنے لگتی ہے تو فرشتے اُسے آگے اور پیچھے سے مارتے ہیں اور کہتے ہیں او خبیث! (حضرت) مسیح (علیہ السلام) جن کے بارے میں تیرا عقیدہ ہے کہ وہ خدا ہیں یا تین خداؤں میں کے ایک ہیں وہ درحقیقت اللہ کے بندے اور ”روح اللہ“ ہیں یہ سن کر وہ ایمان لے آتا ہے (یعنی مذکورہ بالا امور کا یقین کرلیتا ہے) مگر اس وقت کا ایمان اس کے لئے مفید نہیں ہوتا (کیونکہ نزع کے وقت جب کہ موت کے فرشتے نظر آنے لگے ہیں، توبہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، اس وقت کا ایمان معتبر نہیں)۔

اور جب کسی یہودی کی روح نکلنے لگتی ہے تو فرشتے اسے بھی آگے اور پیچھے سے مارتے ہیں اور کہتے ہیں: او خبیث! (حضرت) مسیح (علیہ السلام) جن کے بارے میں تیرا عقیدہ ہے کہ تم (یہودیوں) نے انہیں قتل کردیا تھا وہ درحقیقت اللہ کے بندے اور روح اللہ ہیں یہ سن کر یہودی بھی اُن پر ایمان لے آتا ہے (یعنی مذکورہ بالا امور کا یقین کرلیتا ہے) مگر اس وقت کا ایمان مفید نہیں ہوتا۔

پس نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد (جب دجال قتل ہوجائے گا) جتنے یہودی اور نصرانی زندہ باقی ہوں گے سب اُن پر ایمان لے آئیں گے جس طرح کہ ان کے مردے اپنی اپنی موت کے وقت ایمان لاتے رہے تھے (مگر دونوں میں بڑا فرق ہوگا کہ مُردوں کا ایمان معتبر و مقبول نہیں تھا اور زندہ لوگوں کو معتبر ہوگا)۔

یہ سن کر حجاج نے مجھ سے پوچھا کہ (اس تفصیل کے ساتھ آیت کی) یہ تفسیر تم نے کہاں سے

حاصل کی؟ میں نے کہا: محمد بن علیؒ سے، کہنے لگا: تم نے یہ اُس کے اصلی مقام سے حاصل کی ہے۔

حضرت شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن علیؒ کا حوالہ اسے جلانے کے لئے دے دیا تھا ورنہ بخدا یہ تفسیر مجھے (سب سے پہلے ام المومنین حضرت) اُم سلمہؓ ہی نے سنائی تھی۔

(درمنثور بحوالہ ابن المنذر)

۶:...اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً“ کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو تمام ادیان و مذاہب کے لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے اور قیامت کے روز عیسیٰ علیہ السلام اُن اہل کتاب پر (جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی یعنی یہود اور جنہوں نے ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا تھا یعنی نصاریٰ) گواہی دیں گے کہ میں نے ان کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا (مگر انہوں نے میری تکذیب کی) اور میں نے ان کے سامنے اپنے بارے میں اقرار کیا تھا کہ اللہ کا بندہ ہوں (مگر انہوں نے مجھے خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیا)۔“

(درمنثور بحوالہ عبدالرزاق وعبد بن حُمید وغیرہ)

۷:...حضرت ابن زیدؒ (جو جلیل القدر تابعی اور امام مالک و امام زہری کے استاذ ہیں) آیت قرآنیہ ”وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد دجال کو قتل کردیں گے تو دنیا کے تمام یہودی (جو جنگ میں قتل ہونے سے بچ گئے ہوں گے) ان پر ایمان لے آئیں گے۔(ابن جریر)

۸:...حضرت ابو مالکؒ (جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں) آیت قرآنیہ ”وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نزول عیسیٰ ابن مریم کے بعد جو یہودی یا نصرانی بھی زندہ بچے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا۔(ابن جریر)

۹:...حضرت حسن بصریؒ (مشہور تابعی) آیت قرآنیہ ”وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ”قبل موتہ“ کا مطلب ہے ”عیسیٰ کی موت سے پہلے“ بخدا وہ اس وقت اللہ کے پاس زندہ ہیں اور جب نازل ہوں گے تو ان پر سب اہل کتاب ایمان لے آئیں گے۔(ابن جریر)

۱۰:...حضرت حسن بصریؒ ہی سے کسی نے آیت ”وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا کہ (قبل موتہ کا مطلب ہے) ”عیسیٰ کی موت سے پہلے“ بیشک اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس (زندہ) اٹھالیا تھا اور وہی ان کو قیامت سے پہلے (دنیا میں) ایسے مقام پر بھیجے گا کہ ان پر ہر نیک و بد ایمان لے آئے گا۔(درمنثور بحوالہ ابن ابی حاتم)

۱۱:...حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے پاس باہر تشریف لائے، اس وقت اس گھر میں بارہ حواریین موجود تھے، آپ ان کے پاس ایک چشمہ سے (غسل کرکے) تشریف لائے تھے جو اسی گھر میں سے بہتا تھا اور آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے....الخ۔

(درمنثور،ص:۲۳۸،ج:۲ بحوالہ نسائی وغیرہ)

۱۲:...آیت قرآنیہ ”وقولھم انا قتلنا المسیح“...الخ (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اور (یہود کو ہم نے اس وجہ سے بھی سزا دی کہ) انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا بلکہ (خود یہودیوں کو اشتباہ ہوگیا اور جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی (صحیح) دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف (یعنی آسمان) پر اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑے قدرت والے حکمت والے ہیں (کہ اپنی قدرت و حکمت سے عیسیٰ علیہ السلام کو بچالیا اور اٹھالیا)۔

حضرت قتادہؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ان اللہ کے دشمن یہودیوں کو قتل عیسیٰ پر ناز تھا اور وہ کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کردیا ہے اور سولی پر چڑھادیا ہے، حالانکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے یہ بات کہی تھی کہ: ”تم میں سے کون اس کے لئے تیار ہے کہ اسے میرے مشابہ بنادیا جائے، پھر وہ قتل ہو؟“ ان میں سے ایک صاحب نے کہا: یا نبی اللہ! میں، اس کے لئے تیار ہوں، پس اسی شخص کو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شبہ میں) قتل کردیا گیا اور اللہ نے اپنے نبی کو بچالیا اور اوپر (آسمان میں) اٹھالیا۔(درمنثور،ص:۲۳۸، ج:۲، بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۱۳:...ارشاد خداوندی: ”ولکن شبہ لھم“ کی تفسیر میں (مشہور تابعی) حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے ایک اور شخص کو سولی پر چڑھادیا جسے وہ عیسیٰ سمجھے اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) زندہ اٹھالیا۔(درمنثور بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۱۴:...حضرت ابو رافعؒ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو (آسمان پر) اٹھایا گیا اس وقت ان کے پاس ایک اونی کپڑا تھا، دو چرمی موزے تھے جو چرواہے پہنتے

ہیں اور ایک حذافہ تھا جس سے وہ پرندوں کا شکار کیا کرتے تھے۔(درمنثور بحوالہ مسند احمد وغیرہ)

۱۵:... حضرت ابوالعالیہؒ فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو (آسمان) پر اٹھایا گیا تو انہوں نے اپنے پیچھے صرف یہ چیزیں چھوڑیں: ایک اونی کپڑا، دو چرمی موزے جو چرواہے پہنتے ہیں اور ایک حذافہ جس سے وہ پرندوں کا شکار کیا کرتے تھے۔(درمنثور بحوالہ مسند احمد وغیرہ)

۱۶:... حضرت عبدالجبار بن عبیداللہؒ (تابعی) فرماتے ہیں کہ جس رات حضرت عیسیٰ ابن مریم کو (آسمان پر) اٹھایا گیا۔ آپ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: کتاب اللہ کے بدلے میں اجرت لے کر مت کھاؤ، کیونکہ اگر تم نے اس سے اجتناب کیا تو اللہ تعالیٰ تم کو ایسے منبروں پر بٹھائے گا جن کا پتھر دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

حضرت عبدالجبار فرماتے ہیں یہ وہی منبر ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: ’’فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر‘‘ (اس خطاب کے بعد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (آسمان پر) اٹھالئے گئے۔(درمنثور بحوالہ ابن عساکر)

۱۷:... ارشاد خداوندی: ’’وانہ لعلم للساعۃ‘‘ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خروج (نزول) کے بارے میں ہے (یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قرب قیامت کی علامت ہے)۔‘‘ (الدرالمنثور بحوالہ جریر وابن ابی حاتم والطبرانی وغیرہ)

۱۸:... حضرت حسن بصریؒ ’’وانہ لعلم للساعۃ‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نزول عیسیٰ ہے۔(درمنثور بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۱۹:... اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ’’وانہ لعلم للساعۃ‘‘ کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ: عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی علامت ہے اور کچھ لوگ (اس آیت کا مطلب) یہ بیان کرتے ہیں کہ: ’’قرآن کریم قیامت کی علامت ہے۔‘‘ (درمنثور ص:۲۰، ج:۶، بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۲۰:... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد خداوندی: ’’وانہ لعلم للساعۃ‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔(درمنثور ص:۲۱، بحوالہ ابن جریر)

۲۱:... حضرت حسن بصریؒ ارشاد خداوندی: ’’وانہ لعلم للساعۃ‘‘ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔ (درمنثور ص:۲۰، ج:۶، بحوالہ ابن جریرؒ)

(جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست و تقسیم انعامات

کراچی.... (حافظ محمد کلیم اللہ نعمان) ہر مہینے کی چوتھی جمعرات کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ میں تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست کا اہتمام کیا جاتا ہے، جس میں علماء کرام اور مبلغین ختم نبوت عوام الناس اور طلبا سے خطاب کرتے ہیں، اس مرتبہ یہ تربیتی نشست ۲۹؍ستمبر ۲۰۱۶ء، بروز جمعرات بعد نماز مغرب منعقد کی گئی۔ اسی نشست میں پانچ روزہ ختم نبوت کورس میں حصہ لینے والے طلبا کے امتحان کا نتیجہ اور اول، دوم اور سوم آنے والے خوش نصیب نوجوانوں میں تقسیم انعامات کا بھی اہتمام کیا گیا۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا سید عتیق الحسن الحسینی نائب امام وخطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن تھے۔ پروگرام کا آغاز مولانا محمد شعیب کمال کی تلاوت کلام پاک اور محمد شجاع نیر کے ہدیہ نعت سے ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے بیان کرتے ہوئے طلبا کو تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست کی افادیت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ حضرات کا اس اجلاس میں شریک ہونا نفع سے خالی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور آپ کی ختم نبوت سے متعلق دلائل ہر مسلمان خصوصاً نوجوان طبقہ کو ازبر ہونے چاہئیں۔ اس سلسلہ میں تمام طلبا ساتھیوں کو جمع کیا جاتا ہے اور ختم نبوت کے کاز کی عملی وعلمی ترغیب دی جاتی ہے۔

حضرت مولانا سید عتیق الحسن الحسینی مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج مجھے اس بات پر بہت خوشی ہے کہ ہمارا یہ نوجوان طبقہ ختم نبوت کے کام کے لئے کوشاں ہے اور میری درخواست ہے کہ اس کورس میں شریک یہ نوجوان اپنے علاقے میں اور ہر مدرسہ میں اس کام کو اہتمام کے ساتھ کرتے ہوئے اپنے طالب علم ساتھیوں کو اس کی اہمیت سے آگاہ کرے۔ جامعہ مصباح العلوم منظور کالونی کے مہتمم پیر طریقت حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی حفظہ اللہ نے اختتامی کلمات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں بڑوں نے جو راستہ دکھایا ہم اسی پر چلتے رہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جماعت کی کامیابی کا راز ہی یہ ہے کہ اکابرین کے طرز کو اپنائے رکھا اور منکرین ختم نبوت کا تعاقب جاری رکھا۔ اب یہ نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ آگے آئیں اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بھرپور کردار ادا کریں۔

پروگرام کے اختتام پر پانچ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے احمد اللہ بن ولی محمد جامعہ صدیقیہ گلشن معمار، دوم محمد فیصل بن محمد اقبال جامعہ اسلامیہ طیبہ، اور سوم پوزیشن کے حامل عبیداللہ کھکھرانی بن حاجی غلام عباس جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ یہ اجلاس پیر طریقت حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

عرب دنیا میں ترکِ قادیانیت کی تازہ لہر

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قادیانیت ہندوستان میں انگریز استعمار کا پیدا کردہ فتنہ تھا، جس نے امت مسلمہ کے بنیادی عقیدے ”ختم نبوت“ پر حملہ زن ہو کر مسلمانوں کے ایمان کو لوٹنے کی پوری کوشش کی۔ بیرونی قوتوں نے اپنے مفادات کے حصول کے لئے قادیانیت کو پروان چڑھا کر مسلمانوں کی اجتماعیت و مرکزیت پر کاری ضرب لگائی۔ ۱۹۲۸ء میں حیفہ (اسرائیل) کے مقام پر قادیانی مشن قائم کیا گیا۔ اسرائیل جہاں مسلمانوں کو جان و ایمان کی آزمائشوں کا سامنا ہے، قادیانی مشن وہاں آج بھی پوری آزادی سے کام کر رہا ہے اور عرب دنیا میں اسرائیل کو قادیانیوں کے ہیڈ آفس کا درجہ حاصل ہے۔ دیگر ممالک بالخصوص اسرائیل سے مسلمانوں کو قادیانی بنانے کا جو مذموم دھندا شروع ہوا تھا، اس کے نتیجے میں عرب ملکوں میں اس فتنے کی خوفناکیوں سے بے خبر مسلمان قادیانیت کو اسلام سمجھ کر ارتداد کا شکار ہوتے رہے۔ یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قادیانیوں کے حمایتی لبرل اور سیکولر حضرات آخر اس حقیقت کا ادراک کیوں نہیں کرتے کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر پوری عالم اسلام پر قادیانیت کے کفر و ارتداد کو واضح کر دیا، ورنہ قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مستقلاً لاکھوں مسلمانوں کی گمراہی کا باعث بن جاتے۔ قادیانی اگر اپنے مذہب کو اسلام نہ قرار دیں تو اُن کی اصلیت آشکار ہو جاتی ہے۔ دجل و تلبیس ہی قادیانیوں کے وہ ہتھیار ہیں جن کی بدولت وہ اپنی گمراہی اور ارتداد کو اسلام کا نام دے کر دنیا کو دھوکا دیتے ہیں۔

اردن کے ایک جدید تعلیم یافتہ فرد جناب امجد سقلاوی جو پہلے مسلمان تھے، مگر قادیانیت سے ناواقفیت کی بنا پر اس کے فریب میں آ کر اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر ہدایت سے نوازا اور وہ چند برس پہلے قادیانیت ترک کر کے اسلام کے دامن رحمت سے وابستہ ہو گئے۔ امجد سقلاوی مسلمان ہونے کے بعد فارغ نہ بیٹھے بلکہ انہوں نے قادیانیوں پر اسلام کی حقانیت واضح کرنے کے لئے مسلسل محنت جاری رکھی اور فیس بک پر روزانہ کی بنیاد پر اسلام کی دعوت پھیلانے میں مصروف ہیں۔ قادیانیوں سے مستقلاً بحث و مباحثہ میں مشغول رہتے ہیں۔ حالیہ برسوں میں قادیانیت کو چھوڑنے والوں میں امجد سقلاوی کا نام سرفہرست ہے۔ تمام سابق قادیانی نومسلم اُن سے رابطہ میں ہیں۔

اب حال ہی میں اسلام کی روشنی سے منور ہونے والوں میں دیگر خوش قسمت افراد کے علاوہ فلسطین سے تعلق رکھنے والے معروف قادیانی جناب ہانی طاہر انٹرنیٹ کے ذریعے سامنے آئے ہیں، جنہوں نے ۳۱ راگست کو اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ قادیانیت کے لئے بہت بڑا دھچکا ہے۔ ان کے قبول اسلام سے عرب میں قادیانیت کی دیواریں بنیاد سے ہل گئی ہیں، کیونکہ ۴۷ سالہ سابق قادیانی مبلغ ہانی طاہر کا شمار پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے فلسطین اور مصر نیز دیگر عرب ممالک میں عرصہ دراز سے قادیانیت کا پرچار کرنے والے اہم افراد میں ہوتا تھا۔ یاد رہے کہ استاد ہانی طاہر کے فلسطین میں قادیانی جماعت کے سربراہ شریف عودہ سے کچھ عرصے سے قادیانی عقائد پر اختلافات بھی چلے آ رہے تھے، جس کی وجہ سے فلسطین اور مصر میں قادیانی سرگرمیاں محدود ہو کر رہ گئی تھیں۔ ہانی طاہر کا قادیانیت ترک کرنا عرب ممالک میں تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری اور اہل ایمان کے لئے بہت بڑی فتح ہے۔ ہانی طاہر الیکٹریکل انجینئرنگ میں ماسٹر اور الشریعہ میں بیچلر کی ڈگری رکھتے ہیں، وہ قادیانیوں کے عرب ٹی وی چینل ۳ کے پروگراموں الحوار المباشر، سبیل الہدیٰ، قرأۃ فی الصحف اور الخزائن الروحانیہ کے میزبان کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔

ہانی طاہر نے اپنے ایک ویڈیو بیان میں بتایا کہ: ”جب تک مرزا قادیانی کی تحریروں کا عربی زبان میں ترجمہ نہیں ہوا تھا۔ اُس وقت تک ہمیں قادیانی جماعت کی طرف سے قادیانیت کے بارے میں جو کچھ بتایا جاتا تھا، ہم اُسے ہی سچ سمجھتے تھے، لیکن جب مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ شروع ہوا، اور خاص طور پر مرزا قادیانی کے جاری کردہ اشتہارات کا عربی ترجمہ ہوا تو میری آنکھیں کھلیں اور مجھے پتا چلا کہ مرزا قادیانی کی تو سب ہی پیش گوئیاں جھوٹی نکلی تھیں اور الحمدللہ میں اس فیصلہ کن نتیجے پر پہنچا کہ درحقیقت مرزا قادیانی نہ تو

مہدی ہے اور نہ مسیح موعود ہے۔"

ہانی طاہر کے مطابق مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد اُس کے جانشینوں نے بھی بہت سے ایسے عقائد ایجاد کرلئے تھے جو خود مرزا قادیانی کی تحریروں کے برعکس ہیں، لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ اب میں دجل وفریب کی اس دلدل میں مزید نہیں رہ سکتا۔ ہانی طاہر نے قادیانیوں کو نصیحت کی وہ بے شک اُن کے کہنے پر قادیانی جماعت نہ چھوڑیں، لیکن وہ صرف ایک بار خود مرزا قادیانی کی کتب کا مطالعہ کریں اور حقیقت تک پہنچیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر وہ مرزا قادیانی کا لکھا ہوا سارا لٹریچر براہ راست پڑھ لیں تو ان کے لئے قادیانیت میں ایک دن رہنا بھی ممکن نہ رہے۔

قادیانیت کے مکروفریب سے بڑی تیزی کے ساتھ پردہ ہٹتا چلا جارہا ہے، کیونکہ بہروپ کی زندگی بہت مختصر ہوا کرتی ہے۔ مجلس احرار اسلام کے بزرگ قادیانیت کو مذہب نہیں بلکہ سیاسی مرتد گروہ سمجھتے تھے جس نے مذہب کی چادر اوڑھ کر برطانوی استعمار کے مقاصد کی تکمیل کو حرزِ جاں بنا رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی قادیانیوں کا ہیڈکوارٹر برطانیہ میں ہے اور ان کا سربراہ مرزا مسرور بھی برطانیہ کو اپنا مسکن بنائے ہوئے ہے۔ ہانی طاہر بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوا ہے۔ اب عرب دنیا کے قادیانی اسلام کی حقانیت کو پا رہے ہیں۔ حال ہی میں شام اور مصر سے تعلق رکھنے والی تین عرب قادیانی خواتین نے اسلام قبول کیا ہے، ان میں سے ایک خاتون کا تعلق شریف عودہ قادیانی کے علاقے فلسطین سے بتایا جاتا ہے۔ یہ خاتون پیشے کے لحاظ سے صحافی ہیں۔ اسی طرح ایک اور قابل ذکر قادیانی احمد محمود عبدالجواد نے بھی حال ہی میں قادیانیت کو خیرباد کہہ دیا ہے، جبکہ ستمبر کے اوائل میں مصر سے تعلق رکھنے والے استاد فاروق اسماعیل اور ان کے دوستوں کا ایک پورا گروپ اپنی فیملیوں سمیت قادیانیت سے توبہ تائب ہوکر اسلام قبول کرچکا ہے۔

ان بدلتے حالات کا تقاضا ہے کہ عرب ممالک میں تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے مسلمان اپنی حکمت عملی میں تبدیلی لائیں اور متذبذب قادیانیوں کو اسلام کے دامن میں لانے کیلئے دن رات ایک کردیں تاکہ عالم اسلام قادیانیت کے ناپاک وجود سے پاک ہوجائے، لیکن ان کے لئے ضروری ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے کارکنان اپنے آپ کو اس محاذ پر روایتی طریقہ کار کی بجائے دلائل اور براہین کے جدید ہتھیاروں سے مسلح کریں۔ جدید اسلوب گفتگو اور مکالمہ کی زبان استعمال میں لائیں۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے میدان میں اپنا کردار ادا کریں اور قادیانیوں کو عالم اسلام کے خلاف منصوبہ بندی کو بے نقاب کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ قادیانی دنیا میں بھونچال پیدا نہ ہو اور عرب ملکوں میں ترک قادیانیت کی یہ تازہ لہر اسلام کی سربلندی اور نشاۃ ثانیہ کی باعث نہ بنے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۲ر ستمبر ۲۰۱۶ء)

اس جہانِ رنگ وبو کا پاسباں کوئی تو ہے!

اس جہانِ رنگ و بو کا پاسباں کوئی تو ہے
اس چمن زارِ حسیں کا باغباں کوئی تو ہے

کس نے آخر بلبلوں کو نغمہ پیرا کردیا
جس کے دم سے ہے شگفتہ گلستاں کوئی تو ہے

کس کے باعث ہر طرف ہیں طائروں کے چہچہے
زیست کی خاموشیوں میں نغمہ خواں کوئی تو ہے

زندگی کا کارخانہ خود بخود چلتا نہیں
اس طلسمِ دہر کی روحِ رواں کوئی تو ہے

ابنِ آدم آج تک ہر بات سے ہے بے خبر
آخر اس کی زندگی کا راز داں کوئی تو ہے

کون ہے جس کی طلب میں پھر رہی ہے زندگی
عقل کے آئینہ خانوں میں نہاں کوئی تو ہے

کس کے دم سے دور ہوجاتی ہیں یہ تاریکیاں
ہو نہ ہو اس بزم میں جلوہ فشاں کوئی تو ہے

خود بخود، کہتے ہیں، اک پتا بھی ہل سکتا نہیں
پھر زمین وآسماں کا حکمراں کوئی تو ہے

کس کی جانب دم بدم اٹھتی ہے بزمی کی نظر
اس چمن میں اس پہ اتنا مہرباں کوئی تو ہے

پروفیسر خالد بزمی ایم اے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار

ادارہ

قمبر علی خان: پہلے لاڑکانہ ضلع کی تحصیل تھی، کچھ عرصہ سے اسے ضلع کی حیثیت دے دی گئی ہے۔ قمبر کی بلال مسجد میں ۲۴؍ اگست بعد نماز مغرب بیان ہوا۔ جامعہ اشاعت القرآن لاڑکانہ کے استاذ الحدیث مولانا عبدالکریم عباسی نے وفد ختم نبوت کا خیر مقدم کیا اور وفد کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ وفد میں راقم الحروف، مولانا مسعود احمد سومرو، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ سکھر ڈویژن اور لاڑکانہ مجلس کے بہی خواہ اور راہنما ڈاکٹر خلیق الرحمن سومرو شامل تھے۔

شہداد کوٹ میں جلسہ: شہداد کوٹ کمبوہ برادری کی بنائی ہوئی جامع مسجد کمبوہ میں عشاء کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس سے مولانا محمد حسین ناصر اور راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔ رات کا آرام و قیام مولانا مسعود احمد سومرو کے مدرسہ لاڑکانہ میں رہا۔ مولانا مسعود احمد سومرو، مولانا علی محمد حقانیؒ کے فرزند ارجمند اور ہمارے حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد نور اللہ مرقدہ کے مسترشدین میں سے ہیں، اپنی خاندانی روایات کے مطابق جرأت مند، بہادر عالم دین اور مجلس لاڑکانہ کے امیر ہیں۔ مولانا علی محمد حقانیؒ اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے مدرسہ جامعہ اشاعت القرآن والسنہ میں ترمذی شریف کے علاوہ دیگر کئی ایک کتب کے استاذ ہیں، سینہ میں نورِ ایمان کا گنجینہ اور دھڑکتا ہوا دل رکھتے ہیں۔ شہداد کوٹ میں مفتی غلام مرتضیٰ کمبوہ، مولانا محمد صدیق بروہی، قاری صدر الدین جونیجو نے جلسہ ختم نبوت کا انتظام و انصرام کیا۔

گورگیج میں جلسہ: گورگیج کے قریب انور آباد ہے جس میں قادیانی خاصی تعداد میں آباد ہیں گورگیج چاروں طرف سیم کے پانی میں گھرا ہوا گوٹھ ہے اور زمینی پانی انتہائی کڑوا ہے۔ گوٹھ غریب لوگوں پر مشتمل ہے۔ مسجد میں بیت الخلا اور ٹونٹیوں کا انتظام بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی دوست کو توفیق دیں تو پانی کا انتظام فرمادیں۔ مولانا مسعود احمد سومرو نے گوٹھ گیج کے جماعتی رفقاء کو کارنر میٹنگ کا فرمایا تھا، لیکن وہاں کے جماعتی رفقاء نے ۲۵؍ اگست بعد نماز ظہر اچھے خاصے جلسہ کا انتظام کرلیا اور بیسیوں افراد جمع ہوگئے، جن سے مولانا مسعود احمد سومرو اور راقم نے خطاب کیا۔

بعد نماز عصر وارہ میں جلسہ: سندھی مسلمانوں میں دین اسلام کی تڑپ دیکھیں مختصر وقت کے نوٹس پر بعد نماز عصر جلسہ کا انتظام کرلیا، جس میں تقریباً ایک سو سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جلسہ سے مولانا محمد حسین ناصر، مولانا مسعود احمد سومرو اور راقم نے خطاب کیا۔ مغرب کی نماز وارہ کے مدرسہ مصباح العلوم کی مسجد میں ادا کی۔ مدرسہ کے شیخ الحدیث اور مہتمم مولانا میر حسن سے ملاقات کی۔ مولانا میر حسن نے بتلایا کہ ایک وقت ہوتا تھا کہ قادیانی انور آباد اسٹیٹ میں تین تین روز کے اجتماعات منعقد کرکے اور مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالتے۔ ۱۹۷۹ء میں حضرت بیر والوں کے ہاں میں نے دورۂ حدیث کیا۔ حضرت والا نے میری ڈیوٹی وارہ میں لگائی۔

چنانچہ جنرل ضیاء الحق کا مارشل لائی دور تھا۔ قادیانیوں نے تین روزہ اجتماع رکھا۔ سائیں بیر والوں نے فرمایا کہ یہ اجتماع جو ارتداد و زندقیت کی تبلیغ کے لئے منعقد کیا جارہا ہے، یہ نہیں ہونا چاہئے۔ نیز حضرت بیر والوں نے وارہ کے مضافات کے مریدین اور جماعتی رفقاء کے نام سرکلر جاری فرمایا کہ آپ لوگ وارہ میں جمع ہوکر اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھتے ہوئے جلسہ اور اجتماع قادیانیت کو ناکام بنائیں تو ہزاروں لوگ جمع ہوگئے، ادھر پولیس اور فوج قادیانیوں کے اجتماع کی حفاظت اور کامیابی کی متمنی تھی۔ رفتہ رفتہ حضرت بیر والوں کی توجہات غالب آئیں۔ سندھ کے گورنر ایس ایم عباسی تک بات پہنچی جو نواب آف بہاول پور کے خاندان میں سے تھے، انہوں نے ضلعی انتظامیہ کو ہدایات دیں کہ مذاکرات کرکے مسئلہ کا حل نکالا جائے۔ چنانچہ ضلعی انتظامی جو ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی (ڈی پی او) پر مشتمل تھی۔ اس نے مذاکرات کئے ہم نے مندرجہ ذیل مطالبات رکھے:

☆...... قادیانیوں کے اجتماعات پر مستقل پابندی عائد کی جائے۔

☆...... آئندہ اس قسم کے اجتماعات کسی صورت میں نہ ہوں۔

☆...... قادیانی مربی جو مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کے لئے چناب نگر (اس وقت ربوہ) سے آتے ہیں، ان پر پابندی عائد کی جائے۔ نیز قادیانیوں کو لٹریچر تقسیم کرنے سے روکا جائے۔

انتظامیہ نے مذکورہ بالا مطالبات تسلیم کرکے علاقہ کو تصادم سے محفوظ کرلیا۔ حضرت بیر والوں کی رائے تھی کہ قادیانی مرتد اور زندیق ہیں، لہٰذا ارتداد کی شرعی سزا کا نفاذ عمل میں لایا جائے جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام اور دیگر مذہبی جماعتوں

نے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے کم از کم پر اکتفا کرتے ہوئے اسمبلی سے قادیانیوں کا کفر منوایا۔

سائیں میر حسن نے بتلایا کہ ایک دو مرتبہ ختم نبوت کانفرنس بھی منعقد ہوئیں، جن میں شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، علامہ احمد میاں حمادی اور دیگر علماء نے شرکت کی۔ سائیں میر حسن نے بتلایا کہ سائیں پیر والوں کی مساعی جمیلہ سے الحمدللہ! اب قادیانیوں کی سرگرمیاں برائے نام ہیں۔ تاہم انہوں نے مبلغین ختم نبوت کی تشریف آوری کا خیر مقدم کیا اور شکریہ ادا کیا۔

باڈرہ میں جلسہ ختم نبوت: سائیں میر حسن سے اجازت لے کر علماء کرام باڈرہ کی طرف روانہ ہوئے، جہاں گوڈرہ برادری کی مسجد میں عشاء کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس سے مقامی علماء کرام کے علاوہ مولانا محمد حسین ناصر، مولانا مسعود احمد سومرو اور راقم کے بیانات ہوئے۔ باڈرہ سے سفر کر کے رات لاڑکانہ میں مولانا مسعود احمد سومرو کے مدرسہ میں آرام کیا۔ جلسہ کا انتظام مفتی منیر احمد، مولانا مسعود احمد سومرو، مولانا محمد عارف گودرہ، مولانا عبدالغفار توناری، مولانا محمد عثمان ڈوکری نے کیا۔ ان شاء اللہ العزیز! ان تبلیغی پروگراموں کے موثر نتائج نکلیں گے۔ علماء کرام نے مجلس کے وفد سے کہا کہ ہمارے علاقہ میں بڑی بڑی کانفرنسیں رکھی جائیں ہم انتظام کریں گے۔

خطبہ جمعہ: مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کے قائم کردہ مدرسہ میں راقم الحروف نے ۲۶ راگست کا خطبہ جمعہ دیا۔ جس میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے حضرت پیر والوں، حضرت ڈاکٹر صاحب اور جناب ذوالفقار علی بھٹو جو لاڑکانہ کے رہنے والے تھے کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو: مولانا علی محمد حقانی کے فرزند ارجمند ایم بی بی ایس ڈاکٹر، شعلہ بیان اور خوش الحان خطیب تھے۔ انہوں نے ایم بی بی ایس کیا اور ہاؤس جاب بھی کر لیا لیکن والد محترم نے انہیں جسمانی معالج بننے کے بجائے دینی و روحانی معالج بننے کی ترغیب دی۔ چنانچہ موصوف نے والد محترم کے حکم پر پُر آسائش زندگی کو چھوڑ کر دین اسلام کی دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لئے وقف کر دیا۔ ابتداً لاڑکانہ، پھر سکھر، پھر اندرون سندھ، اندرون ملک، اور بیرون ملک جہاں بھی گئے چھا گئے۔

طالب علمی کے زمانہ میں جمعیت طلباء اسلام سے وابستہ رہے۔ فراغت کے بعد جمعیت علماء اسلام میں آ گئے۔ جہاں آپ کو سندھ کے نامور، ہر دلعزیز خطیب حضرت مولانا سائیں عبدالغفور قاسمی، حضرت مولانا محمد شاہ امروٹیؒ، مولانا سائیں عبدالکریم پیر شریف کی سرپرستی میں جمعیت کے لئے شب و روز محنت کی توفیق نصیب ہوئی، اپنے علاقہ سے نکل کر صوبہ کے جنرل سیکرٹری بنے اور تقریباً ربع صدی جنرل سیکرٹری رہے۔ جہاں آپ کو اپنے شیخ حضرت پیر شریف، حضرت سائیں عبدالغفور قاسمی، حضرت سائیں عبدالصمد ہالیجوی سمیت صوبہ بھر کے تمام جامعات، خانقاہوں، درگاہوں کا اعتماد حاصل رہا۔ آپ انتھک انسان تھے، دن میں چار چار، پانچ پانچ، آٹھ آٹھ دس دس مقامات پر خطابت کی سعادت حاصل ہوتی، آپ تقریباً ہر سال آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر، ختم نبوت کانفرنس بہاولپور میں شرکت فرماتے اور اپنے مخصوص انداز میں قادیانیوں، ان کے گماشتوں اور لادین حکمرانوں کو للکارتے۔

۲۸ رنومبر ۲۰۱۴ء کو استحکام پاکستان کانفرنس قاسم پارک سکھر سے خطاب فرمایا وہ آخری خطاب آپ کا تھا۔ ایک بجے فارغ ہو کر اپنے والد کی یاد میں قائم ہونے والے مدرسہ حقانیہ میں ’’گلشن اقبال پارک سکھر‘‘ میں رات کو آرام فرمایا۔ صبح کی نماز کے لئے بیدار ہوئے وضو کیا، مسجد تشریف لے آئے صبح کی سنتیں ادا کرنا شروع کیں کہ سجدہ کے دوران آپ کو شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف کی شہادت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پورے ملک میں پھیل گئی۔ ہزاروں لوگ آپ کی جدائی پر دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی اور ۲۹ رنومبر ۲۰۱۴ء کو آپ کو لاڑکانہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا ناصر محمود کو مدرسہ اور مولانا راشد محمود کو جمعیت علماء اسلام میں آپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ بندہ نے جمعۃ المبارک کا خطبہ آپ کے مدرسہ کی جامع مسجد میں دیا اور آپ کی عظیم الشان خدمات پر آپ کو خراج تحسین پیش کیا اور آپ کے فرزندان گرامی سے توقع کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان شاء اللہ العزیز وہ اپنے والد محترم کی طرح ختم نبوت کی تحریک میں بھرپور حصہ لیں گے۔ آپ کے جماعت میں جانشین اور جمعیت علماء اسلام سندھ کے ناظم اعلیٰ نے راقم کا خیر مقدم کیا اور مجلس مرکزیہ کا شکریہ ادا کیا اور مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

امروٹ شریف میں: ۲۶ راگست جمعۃ المبارک سے فارغ ہو کر سکھر کا سفر کیا۔ راستہ میں امروٹ شریف کا بورڈ نظر آیا تو ڈرائیور سے کہا کہ امروٹ شریف چلنا ہے۔ چنانچہ عصر کی نماز امروٹ شریف کی عظیم الشان مسجد میں ادا کی۔ حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹیؒ کے چھوٹے صاحبزادہ مولانا سید تاج محمود مدظلہ سے ملاقات کی اور دعائیں لیں۔

امروٹ شریف کی بنیاد: امروٹ شریف کی بنیاد سید العارفین حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹیؒ نے میں رکھی۔ آپ کی پیدائش ۱۲۷۳ھ میں

خیر پور میرس کے ایک گاؤں گاڑی موری کے نزدیک ایک چھوٹے سے قصبے ''دیوانی'' میں ہوئی۔ آپ نجیب الطرفین سیّد تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب ۲۱ واسطوں سے محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔ والد محترم حسنی سادات میں سے تھے اور والدہ محترمہ حسینی سیدہ تھیں، آپ نے ابتدائی تعلیم پیر گوٹھ میں اپنے والد محترم سے حاصل کی، جبکہ علوم کی تکمیل سندھ کے معروف عالم دین حضرت مولانا عبدالقادر پھنواری ساکن روہڑی سے کی۔ پنجاب کے کچھ مدارس میں بھی زیر تعلیم رہے۔

شیخ کامل کی تلاش: آپ نے سلوک کی ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم حضرت سیّد عبدالقادر سے حاصل کی۔ والد محترم کے حکم کے مطابق مغرب کی طرف سفر کیا۔ اپنے زمانہ کے شیخ کامل حضرت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی شریف کے ہاتھ پر بیعت کی اور چند روز اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت بھرچونڈی سے سلسلہ قادریہ راشدیہ میں اور حضرت مولانا عبدالرحمن تھکرویؒ سے سلسلہ نقشبندی اور نسبت اویسی حاصل کی۔ شیخ ثانی کے قلب ونظر میں اتنی تاثیر تھی، جس بندہ کو دیکھتے وہ حلقہ بگوش اسلام ہوجاتا، آپ کو اللہ پاک نے وہی تاثیر عطا فرمائی۔ تقریباً سات ہزار غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

آزادیٔ ہند کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، آپ کی خانقاہ انگریزی سامراج کے خلاف آزادی کی چھاؤنی تھی، جہاں سے مجاہد تیار ہوتے اور مجاہدین کو مالی کمک پہنچائی جاتی نیز آپ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے قابل اعتماد ساتھیوں میں سے تھے، آپ نے مولانا سندھی کے ساتھ مل کر تحریک ریشمی رومال میں حصہ لیا۔ تحریک خلافت میں بھی آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا، کئی ایک اہم اجلاس آپ کی دعوت اور صدارت میں منعقد ہوئے۔ انگریزی دور میں نہر نکالنے کا پروگرام بنا، نہر کے راستہ جونیجو برادری کی بستی تھی جو خالی کرالی گئی اور مسجد گرانے کا پروگرام سامنے آیا تو حضرت امروٹیؒ مسجد کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں آئے اور مسجد کو اپنا مسکن بنالیا۔ انگریز گورنمنٹ نے ترغیب وترہیب سمیت ہر حربہ اختیار کیا، لیکن آپ اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹے۔ چنانچہ آج بھی درگاہ کے قریب نہر کے درمیان وہ مسجد حضرت والا کی زندہ کرامت ہے۔ حضرت والا سے ہزاروں لوگوں نے اللہ پاک کا نام سیکھا اور اللہ پاک کی محبت ومعرفت حاصل کی۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ، حضرت مولانا عبدالعزیزؒ تھریجانی شریف، حضرت مولانا محمد صالحؒ ہالیجی شریف، حضرت مولانا عبدالعزیزؒ کالا باغ

دینی مدارس ومکاتب سے عداوت کیوں؟

یوں تو ہر دور میں اسلام، اسلامی تہذیب اور مسلمانوں کو نقد وتنقید کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے، مگر گزشتہ ایک عرصے سے اس میں ایک گونہ شدت کا عنصر آگیا ہے۔ دینی مدارس و مکاتب اور علماء کو تشدد پسند یا تشدد کی آماج گاہ کہنے والے، خود تشدد پر اتر آئے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں وہ اختلاف سے نکل کر عداوت کی حدود میں داخل ہوچکے ہیں۔ غالباً ان کے خیال میں پاکستان بلکہ دنیا بھر سے تمام معاشرتی برائیاں ختم ہوگئی ہیں، لاقانونیت اور ظلم وتشدد کا نام ونشان تک باقی نہیں رہا، دنیا میں ہر جگہ امن وسکون اور چین واطمینان کا دور دورہ ہے۔ اگر کہیں کچھ خرابی ہے، تو صرف اور صرف ان مولویوں اور دین کی خدمت کرنے والے دینی مراکز، مدارس ومساجد میں ہے۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ جب تک رُوس کی طرح ان مدارس ومساجد کو مقفل نہ کردیا جائے، ان کے بغض وحسد کی آگ ٹھنڈی نہ ہوگی اور ملک میں موجود تمام معاشرتی برائیاں بھی ختم نہ ہوں گی۔

یہ ہے دور حاضر کے اشتراکی ذہن کی سوچ، اور ملکی اخبارات وجرائد خصوصاً انگریزی روزناموں میں پالیسی ساز عناصر کی ''پاکیزگیٔ فکروخیال'' اان کا بس نہیں چلتا کہ اس ملک سے اسلام اور اسلامی اقدار کو کس طرح نکال باہر کریں؟ کون سا ایسا طریقہ اپنایا جائے کہ لوگ دین ومذہب سے بدظن ہوجائیں؟ کون سی وہ ترکیب آزمائی جائے کہ لوگوں کے دلوں سے خدا ورسولؐ کی محبت، اور قرآن وسنت کی عقیدت کو کھرچ کھرچ کر صاف کردیا جائے؟ یہ طبقہ رات دن اس غم میں گھلتا جارہا ہے کہ یہاں بلکہ پوری دُنیا میں مدارس کیوں بڑھ رہے ہیں؟ لوگ جوق در جوق اسلام میں کیوں داخل ہورہے ہیں؟ مسلمانوں کو قرآن وحدیث اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت کیوں ہے؟ اور اب تک مسلمان جہاد کے نام سے کیوں واقف ہیں؟ یہ طبقہ اس سے پریشان ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں نے کب کا اپنے دین ومذہب اور کتاب وملت کو چھوڑ دیا ہے، مگر مسلمان ابھی تک اسے کیوں سینے سے چمٹائے ہوئے ہیں؟ اس لئے کہیں وہ علماء پر تنگ نظری کی پھبتی کستے ہیں تو کہیں انہیں مذہبی جنونی کا نام دے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گزشتہ ایک عرصے سے لادین قوتوں کو اپنی بے بسی کا یقین ہوگیا ہے، اس لئے وہ دین، دینی اقدار اور مدارس ومساجد کی بڑھتی ہوئی تعداد، اور ان کی روزافزوں ترقی سے جل بھن کررہ گئی ہیں۔ وہ اسلام اور اسلامی اقدار پر آخری اور فیصلہ کن وار کرنا چاہتی ہیں، دن رات ان کے اعصاب پر مساجد ومدارس اور علماء ہی سوار ہیں، اس لئے وہ ان کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرنا چاہتیں۔ بین الاقوامی میڈیا خصوصاً انگریزی اخبارات ورسائل ان کی خصوصی کمین گاہیں ہیں۔

(ماہنامہ بینات کراچی، اگست ۲۰۰۰ء)

میانوالی سمیت کئی علماء ومشائخ نے آپ سے خلافت حاصل کی۔ آپ نے تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ ۱۹۲۸ء مطابق ۲ رجمادی الآخری ۱۳۴۸ھ میں جب کہ تحریک آزادی زوروں پر تھی آپ رحلت فرماگئے۔

آپ کے بعد آپ کے بھتیجے مولانا سید نظام الدین شاہ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد شاہ امروٹی سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ موصوف جمعیت علماء اسلام سندھ کے امیر بھی رہے۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں بحالی جمہوریت کی تحریک جو ایم آر ڈی کے نام سے ہوئی، اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قید وبند کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں اور ۱۳؍نومبر ۱۹۸۷ء میں انتقال فرمایا اور اپنے مورث اعلیٰ حضرت سید العارفین مولانا سید تاج محمود امروٹیؒ کے احاطہ میں مدفون ہیں۔ مولانا سید محمد شاہ امروٹی نے ایک سے زائد شادیاں کیں، ایک بیوی سے مولانا سید سراج احمد شاہ ہیں اور دوسری بیوی سے مولانا سید تاج محمود شاہ ہیں جو اپنی اپنی جگہ پر دکھی انسانیت کی خدمت اور انہیں اللہ اللہ سکھانے میں مصروف ہیں۔ اللہ پاک حضرت امروٹیؒ کے اس گلشن کو قیامت تک تر وتازہ اور آباد وشاداب رکھیں۔ آمین۔ مولانا سید سراج احمد شاہ مدظلہ سے تو ملاقات نہ ہوسکی، البتہ مولانا سید تاج محمود شاہ کی دست بوسی اور دعاؤں کے حصول کے بعد سکھر کی طرف روانہ ہوئے۔

تین صحابہ کرامؓ کے مزارات: سکھر سے شکار پور، لاڑکانہ روڈ پر ''محبوب گوٹھ'' نام سے سترہ اٹھارہ کلو میٹر کے فاصلہ پر جی ٹی روڈ پر ایک بورڈ پر نگاہ پڑی، جس میں تین صحابہ کرامؓ کے مدفن کا تذکرہ اور ان کے اسمائے گرامی تھے۔ ابھی چند میٹر کا فاصلہ طے کیا تھا، راقم نے ڈرائیور سے گاڑی ریورس کرنے کی درخواست کی، ڈرائیور نے کمال مہربانی سے گاڑی واپس کی تو معلوم ہوا کہ گوٹھ کے قبرستان میں حضرت عمرو ابن عبسہ، حضرت معاذ بن عبداللہ، حضرت عمر بن اخطب رضی اللہ عنہم وعن الصحابۃ کلھم اجمعین مدفون ہیں برلب روڈ مدرسہ ہے جس کا انتظام وانصرام مولانا عبدالہادی چلارہے ہیں اور قبرستان کے درمیان میں مندرجہ بالا حضرات محو استراحت ہیں۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی مزار مبارک کے اردگرد چھوٹا سا احاطہ ہے جبکہ دوسرے دونوں بزرگ بیلو کے درخت کے نیچے آرام فرما ہیں۔ مولانا عبدالہادی نے بتلایا کہ یہ صحابہ کرام ۲۲ ہجری میں سندھ میں تشریف لائے اور تقریباً ۶۸ ہجری میں وفات پائی۔

مولانا عبدالہادی نے بتلایا کہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے بیسویں نمبر پر ایک دادا سید عبداللہ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ راقم نے نبیرہ امیر شریعت سید کفیل شاہ بخاری زیدمجدہ سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے جد اعلیٰ سید عبداللہ یہاں نہیں بغداد شریف میں مدفون ہیں۔ واللہ اعلم۔

بہاول پور میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۷؍اگست ۲۰۱۶ء کو جامع مسجد الصادق میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس بعد نماز عشاء منعقد ہوئی جس کی صدارت مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی۔ کانفرنس کا آغاز قاری محمد اقبال خطیب جامع مسجد مچھی پٹہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، جبکہ نعتیہ کلام علاقہ کے معروف نعت خواں حضور احمد عنصر نے پیش کیا۔

کانفرنس سے مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا عبدالحمید لنڈ اور راقم محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو تیرہ دن تک مکمل ڈیفنس کا موقع دیتے ہوئے ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ انہیں غیرمسلم اقلیت قرار دیا۔ قادیانی اس تاریخ ساز فیصلہ کو ختم کرانے کے لئے اپنے مغربی آقاؤں، ٹی وی اینکرز، اخبارات کے بعض کالم نگاروں کے ذریعہ ختم کرنے یا کم از کم غیرموثر کرنے کے لئے دباؤ ڈالتے رہتے ہیں۔ یہ آئینی فیصلہ ان شاءاللہ العزیز! تاقیام قیامت برقرار رہے گا۔

مقررین نے مقدمہ بہاول پور کا پس منظر بیان کرتے ہوئے نواب بہاول پور سر محمد صادق خان عباسیؒ اور فیصلہ کرنے والے جج جناب محمد اکبرؒ کی عدالتی وانتظامی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ کانفرنس بارش کے باوجود رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس میں شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور، مولانا حبیب الرحمن کہروڑپکا، مولانا مفتی عطاء الرحمن، مولانا شمس الدین انصاری، مولانا مفتی ارشاد احمد، قاری غلام یٰسین صدیقی سمیت بہاول پور کے علماء کرام نے خصوصی شرکت کی۔

(جاری ہے)

زمین .... انور شعور

نعمتوں کے جواب میں افسوس
آتشیں اسلحہ دیا ہے اسے
گو ہماری زمین تھی جنت
ہم نے دوزخ بنادیا ہے اسے

مرزا قادیانی کا تعارف وکردار

(۸)

حافظ عبیداللہ

قولنج زحیری اور پاخانے کی راہ سے خون:

’’ایک مرتبہ قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانے کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن:۲۲،ص:۲۳۶)

حافظہ خراب:

مرزا قادیانی نے اپنے ایک مرید منشی رستم علی کے نام اپنے ایک خط میں لکھا:

’’میرا حافظہ بہت خراب ہے کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں، یاددہانی عمدہ طریقہ ہے، حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔‘‘ (مکتوبات احمد، جلد دوم، ص:۷۹)

ہمارے خیال میں اس کا سبب وہی یبوست دماغ تھی جسے مرزا قادیانی نے چلہ کشی اور شدید ریاضتوں کا نتیجہ قرار دیا تھا۔

شدید خارش:

’’حضرت مفتی ظفر احمد کپورتھلوی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس کو خارش کی بہت سخت شکایت ہوگئی تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل تھا، علاج بھی برابر کرتے تھے مگر خارش دور نہ ہوئی تھی.....‘‘

(تذکرہ، ص:۶۸۵، طبع چہارم)

’’.... ادھر سے ہمارے گھر میں بھی خارش کا اثر پہنچا۔ چنانچہ حضرت صاحب کو بھی ان دنوں میں خارش کی تکلیف ہوگئی تھی۔‘‘

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، ص:۲۳۸، روایت نمبر:۳۶۲)

چادریں دو اور بیماریاں چھ:

’’میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور دو زرد چادریں جن کے بارے میں احادیث میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا اور دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں، جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصے میں ہے کہ ہمیشہ سردرد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔‘‘

(اربعین نمبر۴، روحانی خزائن:۱۷،ص:۴۷۰،۴۷۱)

ایک اور جگہ مرزا قادیانی نے یوں لکھا:

’’ایک دفعہ یہ ذکر آیا کہ احادیث میں ہے کہ مسیح موعود دو زرد رنگ چادروں میں اترے گا۔ ایک چادر جسم کے اوپر کے حصے میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے حصے میں۔ سو میں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا، کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن:۲۰،ص:۴۶)

دستوں سے یاد آیا، ایک بار مرزا نے اپنے دستوں کا حال یوں بیان کیا:

’’حالانکہ اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی دست آتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد اول، ص:۵۶۵، نیا ایڈیشن پانچ جلدوں والا)

دائمی دستوں کا عارضہ، مراق اور کثرت بول:

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی ناقل) کو اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا۔ چنانچہ حضور اسی مرض میں فوت ہوئے۔ بارہا دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا ضعف ہوتا تھا کہ حضور فوراً دودھ کا گلاس منگوالیتے تھے۔‘‘ (سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ دوم، ص:۳۳۳، روایت نمبر۳۷۹)

یاد رہے دودھ دستوں اور اسہال کے مرض میں نقصان دہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی مرزا قادیانی نے کہا:

’’دیکھو میری بیماری کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کی دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔‘‘ (ملفوظات، جلد پنجم، ص:۳۳،۳۳، نیا ایڈیشن پانچ جلدوں والا)

یہاں ہمارا مقصد صرف مرزا قادیانی کی جسمانی ذہنی صحت کا حال بتانا تھا، لیکن چونکہ ان دو

تحریروں میں مرزا قادیانی نے اپنے فریب کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے، اس لئے مختصر تبصرہ کرکے ہم آگے چلیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں صراحت کے ساتھ خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے (جی ہاں! آسمان سے نازل ہونے کا ذکر صحیح مرفوع متصل احادیث میں موجود ہے، نیز اوپر جو ملفوظات مرزا کا حوالہ گزرا اس میں مرزا نے بھی خود یہ تسلیم کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا)، ان احادیث میں ہرگز چراغ بی بی کے بیٹے غلام احمد کی نسبت کوئی خبر نہیں اور نہ ان احادیث میں کسی بیماری کا کہیں کوئی ذکر ہے۔ ان احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی منظرکشی بھی فرمائی ہے کہ وہ دو فرشتوں کے ساتھ ہلکی زردی مائل دو چادریں

ملتان مرکز میں مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

ملتان (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا اجلاس دفتر مرکزیہ ۲۳،۲۴ ستمبر کو منعقد ہوا۔ اجلاس کی مختلف نشستوں کی صدارت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کی۔

اجلاس میں مولانا قاضی احسان احمد (کراچی)، مولانا توصیف احمد (حیدرآباد)، مولانا مختار احمد (تھرپارکر)، مولانا محمد علی صدیقی (میرپورخاص)، مولانا تجمل حسین (نواب شاہ)، مولانا محمد حسین ناصر (سکھر)، مولانا مفتی محمد راشد مدنی (رحیم یارخان)، مولانا محمد اسحاق ساقی (بہاولپور)، مولانا محمد قاسم رحمانی (بہاول نگر)، مولانا عبدالحکیم (چیچہ وطنی)، مولانا عبدالستار گورمانی (خانیوال)، مولانا محمد وسیم اسلم (ملتان)، مولانا ضیب احمد (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، مولانا عبدالرشید غازی (فیصل آباد)، مولانا غلام حسین (جھنگ)، مولانا غلام مصطفیٰ (چناب نگر)، مولانا امجد علی (سرگودھا)، مولانا محمد قاسم سیوطی (منڈی بہاؤالدین)، مولانا محمد حمزہ لقمان (بھکر)، مولانا محمد اقبال (ڈیرہ غازی خان)، مولانا قاضی عبدالخالق (مظفر گڑھ)، مولانا محمد نعیم (خوشاب)، مولانا محمد طیب فاروقی (اسلام آباد)، مولانا عابد کمال (پشاور)، مولانا محمد یونس (کوئٹہ) سمیت کئی ایک مبلغین نے شرکت کی۔

مندرجہ بالا مبلغین نے ملتان شہر کی کئی ایک مساجد میں جمعۃ المبارک کے خطبات دیئے۔ اجلاس میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کے حوالے سے ملک بھر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام منعقد ہونے والے اجتماعات، کانفرنسوں، سیمینارز، کنونشنز کی رپورٹ کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے پروگرام منعقد کرانے والے منتظمین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا گیا اور مبلغین نے شرکاء اجلاس کو بتلایا کہ پروگراموں میں تجدید عہد کا اعلان کیا گیا کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے یادگار فیصلہ جس میں قومی اسمبلی نے متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا تھا اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ کے تحفظ اور اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلوں کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

۳۵ ویں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر منعقدہ ۲۷، ۲۸ اپریل کی استقبالیہ کے اراکین مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمن ثانی نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتلایا کہ کانفرنس میں شرکت اور خطاب کرنے والے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور لیڈروں کو دعوت نامے پیش کر دیئے گئے ہیں۔ جن میں قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمن، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا محمد امجد خاں، جمعیۃ علماء پاکستان نورانی کے صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، جمعیۃ (س) کے مولانا عبدالرؤف روفی، مولانا بشیر احمد شاد، تحریک خدام اہل سنت کے مولانا قاضی ظہور حسین اظہر، مولانا ابوبکر صدیق جہلم اور ایسے ہی مولانا محمد اجمل قادری، مولانا عبدالخبیر آزاد، مولانا سید عاشق حسین شاہ، جمعیۃ اہل حدیث کے مولانا حافظ زبیر احمد ظہیر (لاہور)، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری (ساہیوال)، علامہ ساجد میر (سیالکوٹ)، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، صاحبزادہ عزیز احمد، صاحبزادہ خلیل احمد، مولانا سید جاوید حسین شاہ مختلف اجلاسوں کی صدارت فرمائیں گے۔

اجلاس میں ۷ ستمبر کے حوالہ سے بعض نیوز چینلوں کو پیمرا کی طرف سے نوٹس پر سخت احتجاج کیا گیا کہ پیمرا نے آئین پاکستان کے دائرے میں رہ کر آئین کی بعض شقوں جس میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، کی وضاحت پر نوٹس جاری کرکے کروڑوں پاکستانیوں کی دل شکنی کی۔ پیمرا کو چاہئے کہ فوراً وضاحت کرکے بلکہ معذرت کر کے اسلامیان کے دلوں میں پائی جانے والی رنجشوں کو دور کیا جائے۔ نیز پیمرا قادیانیت نوازی ترک کرے۔ اس سلسلہ میں پیمرا کے حکام سے ملاقات کرکے احتجاج ریکارڈ کرانے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی نشر و اشاعت کرنے والے نیوز چینلو کو مبارک باد پیش کی گئی اور تعاون کی یقین دہانی کرائی گئی۔ اجلاس میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی اور نشر و اشاعت کے لئے مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا محمد قاسم سیوطی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا امجد علی، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد اقبال، مولانا قاضی عبدالخالق، مولانا وسیم اسلم، مولانا محمد نعیم، مفتی خالد میر، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی، مولانا عزیز الرحمن ثانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۱۹ اکتوبر کو چناب نگر جامعہ ختم نبوت میں اجلاس منعقد کریں گے اور چنیوٹ کے قریبی اضلاع جھنگ، فیصل آباد، اوکاڑہ، قصور، سرگودھا، حافظ آباد کے تبلیغی دورے کریں گے۔ کانفرنس اتحاد بین المسلمین، تحفظ ختم نبوت، حفاظت ناموس رسالت، استحکام پاکستان کے لئے سنگ میل ثابت ہوگی۔

زیب تن فرمائے ہوئے دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینارے کے پاس نازل ہوں گے (حدیث میں ”ثوبان ممصران“ کا لفظ آیا ہے، جس کا مطلب علامہ بدرالدین عینیؒ نے ایسا کپڑا لکھا ہے جس کے اندر ہلکی سے زردی ہو۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج:۱۶، ص:۵۵ دارالکتب العلمیۃ: بیروت) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کوئی خواب بیان نہیں فرمایا کہ اس کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا سے نکالی جائے، لیکن چونکہ مرزا قادیانی پر خود مسیح بننے کا خبط سوار تھا، اس لئے اس نے یہ احمقانہ بات کی کہ اگر کوئی خواب میں زرد کپڑا دیکھے تو علم تعبیر کی کتابوں میں اس کی تعبیر بیماری لکھی ہے، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہلکی زردی مائل دو چادروں میں نازل ہوں گے، اس سے مراد بھی یہ ہے کہ آنے والا مسیح دو بیماریوں کے ساتھ آئے گا، اب مرزا کی ذہنی حالت کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو خواب بتا رہا ہے اور پھر حدیث میں تو دو چادروں کا ذکر تھا، لیکن اس نے چھ سات بیماریاں گنوائیں سردرد، دوران سر، کمی خواب، تشنج دل، ذیابیطس، سو سو بار پیشاب، مراق اور دستوں کی بیماری، کیا ”دو“ کا مطلب چھ ہوتا ہے؟ دوسرے لفظوں میں مرزا یہ کہنا چاہتا ہے کہ نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جس مسیح نے آنا ہے وہ دن میں سو سو بار پیشاب کرے گا، مراقی ہوگا اور دستوں کا مریض ہوگا۔ لعنت ہے ایسی سوچ پر، ہمارے خیال میں مرزا قادیانی کی اصل بیماری اس کے سر میں تھی جس کا ثبوت خود مرزا قادیانی اور اس کے بیٹے کی زبانی پیش ہے۔

مراق، مرگی اور ہسٹیریا کے دورے:

”مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بے تاب ہوجاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہوجاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامن گیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہوگیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن: ۲۲، ص: ۳۷۶)

اور مرزا کا بیٹا ہمیں بتاتا ہے کہ:

”ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی: ناقل) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔“

(سیرۃ المہدی، حصہ دوم، ص: ۳۳۰، روایت نمبر: ۳۷۲، نیا ایڈیشن)

(جاری ہے)

Regd:SS160

سلام زندہ باد ✿ فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی ✿ تاجدار ختم نبوت زندہ باد

بتاریخ **27, 28** اکتوبر بروز جمعرات جمعۃ المبارک 2016

ختم نبوۃ کانفرنس

35 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

ان شاء اللہ

زیر صدارت

صاحبزادہ خواجہ **عزیز احمد** صاحب مدظلہ
حضرت مولانا ولی ابن ولی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حافظ **محمد ناصر الدین خان** خاکوانی
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء ﷺ
- عقیدہ ختم نبوۃ
- حیات عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم
- اتحاد امت
- اور ظہور مہدی علیہ الرضوان

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام، مشائخ عظام، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

0300-4304277
0300-6347103
0321-4220552